ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

بانی ادارہ
شیخ التفسیر
حضرت مولانا احمد علی
قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَا
ابتدا میں تو
كَانَ النَّاسُ
سارے انسان ایک ہی امت تھے مگر
اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً
بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے اور مسلک
فَاخْتَلَفُوْا
اختیار کر لیے (القرآن)

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان

آؤ ساتھیو

اختر کاشمیری

بسلسلہ نظام شریعت کانفرنس

دامن کو تار تار کریں، آؤ ساتھیو!
یہ "جرم" اختیار کریں، آؤ ساتھیو!

میدانِ جدّ و جہد میں اک ولولہ رہے
خنجر کو آبدار کریں، آؤ ساتھیو!

نکلے ہیں گھر سے ہاتھ میں تیغ و کفن لیے
حق پر یہ جاں نثار کریں، آؤ ساتھیو!

بیداریٔ ضمیر کا درسِ حیات دیں
چہروں کو تابدار کریں، آؤ ساتھیو!

منبر فقیہِ شہر سے نالاں ہے کس لیے؟
یہ راز آشکار کریں، آؤ ساتھیو!

اُلجھے رہیں گے قیصر و کسریٰ کے تاج سے
یہ عہد استوار کریں، آؤ ساتھیو!

وہ قوتِ عمل ہو کہ گرتوں کو تھام لیں
ذرّوں کو کوہسار کریں، آؤ ساتھیو!

اہلِ وطن کی ناؤ سے اُلجھی ہے موج موج
کشتی بھنور سے پار کریں، آؤ ساتھیو!

اپنے بھی خستہ حال پہ کچھ تبصرہ کریں!
کچھ گفتگوئے یار کریں، آؤ ساتھیو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان

۱۸ محرم الحرام ۱۳۹۵ھ
یکم فروری ۱۹۷۵ء

جلد

شمارہ ۳۹

سالانہ ۲۶/- روپے
ششماہی ۱۴/- روپے
سہ ماہی ۷/- روپے
فی شمارہ ۶۰ پیسے

چیف ایڈیٹر
جانشین شیخ التفسیر
مولانا عبیداللہ انور

قائد اسلامی انقلاب حضرت مولانا مفتی محمود

کردار کُشی کی ناپاک مہم

پاکستان کے شمال مغربی سرحدی صوبہ کے بزرگ سیاست دان اور مشہور خدائی خدمت گار راہنما پچھلے دنوں لاہور تشریف لائے اور یہاں چودھری ظہور الٰہی صاحب کے مکان پر فروکش ہوئے۔ خان موصوف کا یہ دَورہ بالکل نجی نوعیت کا تھا کوئی سیاسی مقصد سامنے نہیں اور نہ ہی وہ سیاسی ہونے کے مدعی ہیں۔ بلکہ انہیں دعوٰے ہے تو صرف اس کا کہ میں ایک خدائی خدمت گار ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی خدمت کرنا چاہتا ہوں اور بس۔

تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ تقسیم ملک یا بالفاظ دیگر آزادی سے پہلے وہ اس قافلۂ سخت جاں کے ایک اہم فرد تصوّر کئے جاتے تھے جس نے انگریز کے جبر و تشدد کو للکارا۔ انگریزی راج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور انگریزی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس "جرم" کی پاداش میں اس قافلہ کو جن مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا وہ تاریخ کا ایک خونی باب ہے۔

ان بلا نوشان محبت کے جسموں کو خنزیر کے چمڑوں میں سی کر زندہ جلانے سے لے کر جیل کی کال کوٹھڑی تک جو مصائب سہنے پڑے گھروں سے بے گھر ہوئے، جائدادیں کوڑیوں کے بھاؤ نیلام کر دی گئیں لیکن انہوں نے اُف تک نہ کی محض اس لیے کہ ان کے سامنے ایک عظیم مقصد تھا۔ اور جب یہ مقصد حاصل ہوا تو اس طرح کہ ملک ایک کے بجائے دو حصوں میں بانٹا جا رہا تھا اور اس فکر کے علمبردار عناصر عام طور پر وہ تھے جن کی تاریخ میں "عزیمت" کے بجائے "رخصت" کا پہلو غالب تھا۔

اس قافلۂ سخت جان کے قائدین جن کی ایک بہت بڑی اکثریت وقت کے عظیم علماء پر مشتمل تھی۔ دیانتداری سے اس فکر کے ساتھ اختلاف کیا لیکن عوام نے فلسفۂ تقسیم کو قبول کر لیا۔ تو ان لوگوں نے خان عبدالقیوم خان جیسے افراد کی طرح سیاسی وفاداریاں تبدیل کئے بغیر اس ملک کے وجود کو

تسلیم کیا اور اس کی خدمت اور تعمیر و ترقی کو اپنا فرض گردانا۔

لیکن جو افراد عام طور پہ یہاں برسر اقتدار رہے وہ انتہائی تنگ نظر، متعصب اور ہٹ دھرم واقع ہوئے تھے اور ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان اربابِ عزیمت کو ہمیشہ کوسا گیا جن کی محنت کا پھل وہ آج تک کھا رہے ہیں۔

یہ تو صحیح ہے کہ اقتدار و قوت کا جھومر آج ان کی پیشانی پہ لٹک رہا ہے لیکن اس کا یہ مقصد تو نہیں کہ حق و صداقت کے علمبردار یہی ہیں۔

اگر ماضی و حال کا دیانت داری سے تجزیہ کیا جائے تو ممکن ہی نہیں یقینی بات ہے کہ ارباب اقتدار" مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے نظر آئیں گے۔

ان عناصر نے وقتی قوت کے بل پر اپنے سیاسی مخالفین بالخصوص ان عناصر اور جماعتوں کے خلاف ہمیشہ منفی طرزِ عمل کا مظاہرہ کیا اور ان کی کردار کشی کا مذموم مشغلہ جاری رکھا۔

جس کی ایک کڑی ایک سرکاری پریس ایجنسی کا وہ بیان ہے جو بڑے اہتمام سے گھڑ کر اخبارات میں شائع کروایا گیا اور جس میں کہا گیا کہ خان موصوف نے اپنے لاہور کے قیام کے زمانہ میں ایک انٹرویو دیا جس میں پاکستان کی بین الاقوامی سرحد تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور بعض اور بھی باتیں کیں جن کا تعلق ملکی سالمیت و استحکام سے ہے لیکن جو نمائندہ یہ انٹرویو لینے آیا تھا اس سے یہ ٹیپ ریکارڈ چھین لیا گیا۔

کس نے چھینا؟ چودھری ظہور الٰہی، ملک محمد قاسم، چودھری غلام جیلانی، شورش کاشمیری اور حاجی غلام احمد بلور نے۔

اور چودھری ظہور الٰہی پہ تو لاہور کے ایک تھانہ میں "ڈکیتی" کا مقدمہ بھی درج کرایا گیا ہے کہ انہوں نے ٹیپ ریکارڈ چھین لیا ہے۔

اس واقعہ کی تہہ میں جہاں خان عبدالغفار خان کے دورہ کے مثبت اثرات کو ضائع کرنا مقصود ہے وہاں یہ واقعہ "کردار کشی" کی ناپاک مہم کا ایک حصہ ہے اور اب اسکا ہدف وہ لوگ بھی بن رہے ہیں جنہوں نے تقسیم کے حق میں بہر حال ایک کردار ادا کیا ہے اور اب تک اسی جماعت کے اسٹیج پہ سرگرم عمل ہیں۔

غالباً ان کا قصور صرف یہ ہے کہ انہوں نے سقوطِ ڈھاکہ کے المناک حادثہ کے ذمہ دار عناصر و افراد کو اسی طرح سرگرم عمل دیکھ کر ملک کے باقی حصوں کو بچانے کے لیے اجتماعی کوششوں کی داغ بیل ڈالی اور اس کے لیے پوری طرح سوچ بچار کے بعد انہوں نے ان عناصر کے ساتھ سفر شروع کیا جنہیں اب تک "مکروہ القابات" سے نوازا جاتا تھا اور جنہیں ملک دشمن کہا جاتا تھا۔ تقسیم ملک کے علمبردار حضرات نے اس قافلہ سخت جان افراد کے ساتھ یہ سفر کیوں شروع کیا؟ اس کا بہتر جواب تو وہی دے سکتے ہیں — تاہم میری دانست میں انہوں نے محسوس کر لیا ہے کہ یہی لوگ دولت اخلاص سے مالا مال ہیں اور یہی حقیقی معنوں میں ملک و ملت کے بہی خواہ ہیں۔

جب وہ دیانتداری سے اس نتیجہ پر پہنچے تو انہوں نے دست تعاون بڑھانے سے گریز نہیں کیا حتیٰ کہ ان کی جاندار قیادت میں ملک کے بچاؤ کے لیے سفر کرنے سے بھی احتراز نہیں کیا۔

یہی وہ جرم ہے جس کی سزا انہیں بھی دی جا رہی ہے اور خان موصوف کے خلاف پروپیگنڈا میں انہیں بھی ملوث کیا جا رہا ہے۔

لیکن ایسی قبیح حرکات کے مرتکب افراد کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ "گوبلز" کے فلسفہ پہ عمل کر کے زیادہ دیر تک دنیا کو دھوکا نہیں دیا جا سکے گا۔ وہ دن لد گئے جب تم یہ کمینہ ہتھکنڈے استعمال کر کے اپنے مخالفین کو ناک آؤٹ کر لیا کرتے تھے اب دنیا بات سننے کے ساتھ سمجھنے کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور ہو چکی ہے اور اس نے محسوس کر لیا ہے کہ ملک کا دشمن کون ہے اور دوست کون؟

ایف۔ ایس۔ ایس اور انتظامیہ کے دوسرے افراد اور پناہ میں جلسوں جلوسوں کا ڈھونگ اب کارگر نہیں ہو سکے گا اور آپ کو ذلت و رسوائی سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی۔

اس کے برعکس آپ کے جور و جفا کا شکار وہ

(باقی ص ۱۷ پر)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

تبرکاتِ
مجلسِ ذکر
مرتّب
اختر کاشمیری

جو دَم غافل سو دَم کافر!

رسول اللہؐ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن دل بیدار ہوتا تھا

جانشینِ شیخ التفسیرؒ حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الّذین اصطفٰی : امّا بعد :

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم ،

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم :

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ ہ

"اگر احسان مانوگے اور بھی دوں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بھی سخت ہے۔"

مطلب یہ ہے کہ موجودہ نعمتیں سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی اور کفرانِ نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا۔ خدا کا کچھ نہیں بگڑتا اسے تمہارے شکریوں کی کیا حاجت ہے؟ کوئی شکر ادا کرے نہ کرے اس کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔

یہ مجلسیں بھی دراصل اللہ کے ذکر و اذکار کے لیے منعقد کی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم کسی نہ کسی طریقے سے اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائیں اور شکر بجا لانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں۔ انفرادی ذکر بھی اللہ کی عبادت ہے، اور اجتماعی ذکر بھی اُسی کی بندگی ہے لیکن اجتماعی ذکر میں اتحاد و یک جہتی کی روح کارفرما ہوتی ہے اور اس میں اصلاح کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مجلس ذکر اس لیے شروع کی تھی کہ دور دراز سے آنے والے بندگانِ خدا کی اصلاح ہو۔ حضرتؒ خود بھی ذکراللہ کے پابند تھے اور باہر سے آنے والے طالبین ہدایت کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے گھر میں بچوں کو بھی ذکر کا حکم دیا ہوا تھا۔ اس لیے اس ذکر سے ہمیں کسی حال میں بھی غافل نہیں ہونا چاہیے اور اہل اللہ کا تو ہر سانس ذکرِ الٰہی سے معمور رہتا ہے ان کا فرمان ہے کہ:

"جو دَم غافل سو دَم کافر"

غفلت کی ایک گھڑی بھی ان کے لیے سوہانِ روح ہوتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، لیکن دل ہر وقت بیدار رہتا تھا اور جو لوگ اہل اللہ اور محب اللہ ہوتے ہیں وہ نبی کی اتباع میں اپنے قلب کو ہمہ وقت بیدار رکھتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہی ان کی روح کی غذا ہوتا ہے۔ انہوں نے روح کو زندہ اور پاک رکھنے کے لیے ذکر کے طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ مثلاً قلبی، روحی، سری، نفسی، خفی، اخفیٰ، مراقبہ صفات سبعہ اور اخفیٰ وغیرہ۔ اسم ذات، نفی اثبات۔ یہ سب کے سب اصلاحِ نفس کے ذرائع ہیں۔

اسی طرح ذکر کے دوسرے طریقے جو اہل اللہ کے ہاں جاری ہیں وہ بھی درست ہیں اور ذکر و فکر کے مبتدیوں کے لیے گویا مشقی کورس کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن ہم دلائل کے ساتھ حنفی مسلک کے پیرو اور

قادری سلسلہ سے وابستہ ہیں اور اسی میں اپنی نجات سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم دوسروں کو ناجی نہیں سمجھتے۔ ہم دوسروں کو بھی ناجی سمجھتے ہیں۔ بلکہ اپنے سے افضل خیال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کمتر گردانتے ہیں کیونکہ یہ بھی اہل اللہ کا طریقہ ہے اور بزرگوں نے اپنی بڑائی سے روکا ہے اسی سے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور شیطان شکست کھاتا ہے۔

آدمی کو قرآن و سنّت کی روشنی میں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے تاکہ صراطِ مستقیم پر چلنا آسان ہو۔ دین کے معاملہ میں اپنے سے اعلیٰ پر نظر ڈالے اور دنیا کے معاملے میں اپنے سے کمتر کو دیکھے تاکہ دوسروں کو نیکی میں سبقت کرتے دیکھ کر خود اس میں نیکی کا جذبہ اور ولولہ پیدا ہو اور اپنے سے کمتر کو دیکھ کر خدا کے شکر کا داعیہ پیدا ہو۔ جو لوگ فرائض کی پابندی کے ساتھ نوافل ادا کرتے ہیں وہ خوش قسمت ہیں۔ ہمارے بھائی مولانا حبیب اللہ مہاجر مکی مرحوم خانہ کعبہ کے ایک میں ایک پارہ پڑھتے۔ بعض اوقات طواف کی حالت میں پورا پورا قرآن پڑھ لیتے تھے واللہ یختص برحمتہ من یشاء۔

اسی طرح ہمارے اکابرین میں سے شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، میرے نانا مولانا ابو محمد احمد پھلواری اور بعض دوسرے بزرگوں نے جیل میں قرآن مجید حفظ کیا۔۔۔ یہ ہے خدا کے ذکر سے لگاؤ اور خدا و رسولؐ کی سچی محبت اور حقیقی عشق اور الحمد للہ ہمارے بزرگ اس معاملے میں ایک سے ایک بڑھ کر ہیں۔ پس جو شخص جتنا زیادہ قرآن پڑھتا ہے، ذکر کرتا ہے وہ اتنا ہی اللہ کا مقبول بندہ ہوتا ہے کیونکہ قرآن ہی کامل و اکمل رہنما اور میزانِ عدل ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔

کفرانِ نعمت یہ ہے کہ انسان اپنی طاقتوں اور صلاحیتوں کو خدا کی مرضی اور منشاء کے خلاف استعمال کرے۔ اور اپنے اوقات کلبوں، فلموں، گانوں اور رقص و سرود کی محفلوں کی نذر کر دے۔ انسان کو چاہیے کہ اپنی تمام تر طاقتوں کو برائی کی روک تھام اور نیکی کے عام کرنے کے لیے استعمال کرے لیکن یہ نعمت بھی اللہ کے فضل ہی سے حاصل ہوتی ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اسی طرح نیک کام میں تعاون بھی عظیم نیکی اور سعادت ہے اور برے کاموں میں تعاون بھی ظلم اور بدبختی ہے۔ ہمیں قرآن نے اچھائی میں تعاون اور برائی میں عدم تعاون کا حکم دیا ہے: تعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔

جو لوگ یہ کام سرانجام دیں گے وہی اللہ کے محبوب اور دوست ہیں اور وہی قوم بہتر ہو گی جو ان احکامات پر عمل پیرا ہو گی۔ قرآن نے اسی نیک گروہ کو خطاب کیا ہے۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس۔

اس لیے ہمیں دنیا میں رہ کر آخرت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب کرنا ہو گا۔ اگر ہم نے اس کے خلاف کیا تو اللہ تعالیٰ ایک ایک منٹ کا حساب لے گا۔ مومن وہی ہے جو اپنا آپ محاسبہ کرے۔ حاسبوا قبل ان تحاسبوا!

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے صابر و شاکر بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین

تاریخی ڈائری

انور کاشمیری

ترنگ کا زمانہ

اصمعیؒ کا بیان ہے کہ خلیفہ عبدالملکؒ نے ایک دن اخطل سے کہا کہ شراب کی صفات بیان کرو۔ اس نے کہا شراب نوشی کے فوراً بعد لذّت و سرور ہوتا ہے لیکن آخر میں دردِ سر ہو جاتا ہے اور اس کی درمیانی حالت ناقابلِ بیان ہے۔

عبدالملکؒ نے کہا کچھ تو کہو۔ اخطل نے کہا۔ اے امیرالمومنین! آپ کی تمام مملکت میرے جوتے کی نعل سے بھی زیادہ حقیر اور کمزور نظر آتی ہے کیونکہ ترنگ کا زمانہ ہوتا ہے۔

قاتل کی رہائی

مجاہدؒ کا بیان ہے کہ امیرالمومنین عمر بن عبدالعزیزؓ نے مجھے طلب کر کے دریافت فرمایا کہ لوگوں کا میری بیماری کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا وہ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے۔ امیرالمومنین نے اس کے جواب میں کہا کہ لوگ غلط کہتے ہیں مجھ پر جادو نہیں کیا گیا بلکہ مجھے زہر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ایک غلام کو بلا کر کہا۔ افسوس ہے تجھ پر! مجھے زہر دینے پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا۔ مجھے اس کے بدلہ میں ایک ہزار اشرفیاں ملیں اور آزادی کا وعدہ کیا گیا۔ آپ نے کہا وہ اشرفیاں لے آؤ۔ جب غلام وہ اشرفیاں لے آیا تو آپ نے وہ اشرفیاں لے کر سرکاری بیت المال میں جمع کرا دیں۔ اور اس غلام سے کہا کہ خاموشی کے ساتھ یہاں سے اس طرح چلے جاؤ کہ تمہیں کوئی دیکھ نہ لے۔

دینار کا مسئلہ

سلفیؒ نے طیوریات میں لکھا ہے کہ عبدالملک سے ایک دفعہ ایک عورت نے کہا۔ اے امیرالمومنین! میرے مرحوم بھائی کے ورثہ میں سے لوگ مجھے ایک دینار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس نے پورے چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ تیرے حصہ میں صرف ایک دینار آتا ہے۔ یہ مسئلہ عبدالملک کی سمجھ میں نہ آیا تو اس نے امام شعبیؒ سے دریافت کیا۔ امام شعبیؒ نے بتایا کہ متوفی کی دو بیٹیوں کے دو ثلث چار سو دینار، ماں کا چھٹا حصہ ایک سو دینار، بیوی کا آٹھواں حصہ رقمی پچھتر اشرفیاں اور بارہ بھائیوں کا حصہ چوبیس دینار، یہ ۵۹۹ ہوئے باقی ایک دینار بچا اور یہ متوفی کی اس بہن کا ہے۔

پرہیز کی باتیں

ابن عائشہؒ کا بیان ہے۔ کہ عبدالملک کے پاس جب دنیا کے کسی حصہ کا کوئی شخص آتا تو وہ اس سے کہتے میرے سامنے حسب ذیل چار باتوں سے پرہیز کرنا اور ان کے علاوہ جو جی میں آئے مجھے کہہ لینا:۔

۱۔ میرے سامنے جھوٹ نہ بولنا۔ کیونکہ میں جھوٹے کی کوئی قدر و منزلت نہیں کرتا۔

۲۔ میرے پوچھے بغیر جواب نہ دینا۔ کیونکہ بن پوچھے میرے لیے جواب بیکار ہیں۔

۳۔ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرنا کیونکہ میں اپنا حال بخوبی جانتا ہوں۔ اور اپنے ضمیر سے واقف ہوں۔

۴۔ میری رعیت پر مجھے برانگیختہ نہ کرنا کیوں ان سے مہربانی کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔

بادشاہ اور رعایا

اسماعیل فہریؒ کا بیان ہے کہ میں نے عرفہ کے دن منصور کو برسرِ منبر یہ کہتے ہوئے سنا کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بادشاہ بنایا ہے کہ میں تمہاری دیکھ بھال کروں، تمہاری فلاح و بہبود کے طریقے استعمال کروں اللہ تعالےٰ نے مجھے خزانہ کا قفل بنایا ہے میں اس کی

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

غلام مرتضیٰ

پیغامِ حسین رضی اللہ عنہ

شہادت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہم کو یہ سبق ملتا ہے کہ ہم ہر ظالم و جابر حکومت کا مقابلہ کریں اور کسی ایسی حکومت کی اطاعت نہ کریں جو خدا کی بخشی ہوئی انسانی حریت و آزادی کی دشمن ہو اور جس کے احکام میں صداقت و عدالت کی جگہ جبر و استبداد و ظلم ہو۔ کیونکہ ایسی حکومت غیر شرعی حکومت ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی حکومت نے جبر و استبداد اور شخصیت پرستی کو رواج دیا تو اسلام کی روح و حریت و آزادی و جمہوریت کو نقصان پہنچا اور شورائیت کی جگہ محض غلبہ جابرانہ و مقاصد سیاسیہ اور شخصی حکومت نے جگہ لے لی۔ ایسی حالت میں ضروری ہو جاتا تھا کہ ظلم و جور کے مقابلے میں ایک مثال قائم کی جاتی اور حق و حریت کی راہ میں جہاد کیا جاتا۔ نیز اسلامی ریاست کی روح تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری کی روح جس کا سب سے بڑا مظہر خود ریاست کا سربراہ ہوتا تھا۔ حکومت کے عمال و قاضی سب اس روح سے سرشار ہوتے تھے۔ اور پھر اسی روح سے وہ پورے معاشرے کو سرشار کرتے تھے۔ لیکن جب اسلامی حکومت میں تبدیلی آئی تو مسلمانوں کی حکومتوں اور ان کے حکمرانوں نے قیصر و کسریٰ کے رنگ ڈھنگ اور ٹھاٹھ باٹھ اختیار کر لیے۔ عدل کی جگہ ظلم و جور کا غلبہ ہوتا چلا گیا۔ پرہیزگاری کی جگہ فسق و فجور اور راگ و رنگ اور عیش و عشرت کا دور دورہ ہو گیا۔

سیاست کا رشتہ اخلاق سے ٹوٹ گیا۔ ایسی حالت میں یہ حادثہ عظیم پیش آیا جو ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ جابر و ظالم حکومت کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ اور ایسی آمر حکومت کو تاخت و تاراج کر دو اور مقابلے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ تمہارے پاس قوت و شوکت مادی کا وہ تمام ساز و سامان بھی موجود ہو جو جابر و آمر حکومت کے پاس موجود ہے۔ کیونکہ حسین بن علیؓ ۲۔ محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں جو چھوٹا سا قافلہ لے کر اترے تھے۔ مؤرخین کے نزدیک اس شرذمۃ قلیلۃ کی تعداد (۷۲) بہتر تھی اور ۳۔ محرم الحرام ۶۱ھ کو عمر بن سعد چار ہزار فوج لے کر مقابلے کے لیے آیا اور اس میدان کربلا میں امام حسینؓ نے خطبہ دیا۔ خطبہ کے بعد ایک ساتھی نے کہا کہ میں آپ کو اپنی جان کے بارے میں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ آپ کو قتال کریں گے تو قتل کیے جائیں گے تو حضرت حسینؓ نے فرمایا کیا تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔ میں تیرے جواب میں صرف وہی کہتا ہوں جو سرکار مدینہ کی امداد میں نکلنے والے ایک صحابی نے اپنے بھائی کی نصیحت کے جواب میں کہا تھا۔ بھائی نے کہا کہ کہاں جاتے ہو قتل کر دیے جاؤ گے تو اس صحابی نے جواب میں دو شعر پڑھے جو تاریخ میں آج تک سنہری حروف سے لکھے ہوئے موجود ہیں ؎

۱؎ سَامْضِي وَمَا بِالْمَوْتِ عَارٌ عَلَى الْفَتٰى
إِذَا مَا نَوٰى خَيْرًا وَجَاهَدَ مُسْلِمًا

۲؎ فَإِنْ عِشْتُ لَمْ أَنْدَمْ وَإِنْ مِتُّ لَمْ أُلَمْ
كَفٰى بِكَ ذُلًّا أَنْ تَعِيشَ وَتُرْغَمَا

یعنی میں اپنے ارادہ کو پورا کروں گا اور موت کسی جوان کیلیے عار نہیں جبکہ اس کی نیت درست ہو اور مسلمان ہو کر جہاد کر رہا ہو۔ پھر اگر میں زندہ رہ گیا تو نادم نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو قابل ملامت نہ ہوں گا اور تیرے لیے اس سے بڑی کیا ذلت ہے کہ ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہا۔ حضرت حسینؓ نے جب یہ شعر پڑھے تو حکمت عملی سکھانے والا تڑپ گیا اور کہنے لگا کہ میں اس مشن پر جان قربان کر دوں گا جس کے لیے آپ نکلے ہیں۔ اللہ اکبر کوئی ہے جو جگر گوشۂ رسول۔ مظلوم کربلا۔ شہید جور و جفا کی اس پکار پر لبیک کہے اور ان کے مشن کو ان کے نقش قدم پر چل کر انجام دینے کے لیے تیار ہو اور ان کے اخلاق حسنہ کی پیروی کو اپنی زندگی کا مقصد ٹھہرائے۔ پھر آج کتنے داعیان محبت اہل بیت کرام ہیں۔ جو اس اسوۂ حسنہ کے اتباع کا اپنے اعمال سے ثبوت دے سکتے ہیں۔ اور اگر اسوۂ حسنہ کا عملی ثبوت ہمارے پاس موجود نہیں بلکہ ہر ظالم و آمر حکومت کا اشارہ ابرو ہماری آنکھوں کا سرمہ حیات ہے تو محبت اہل بیت کرام میں ہم جھوٹے ہیں اور اہل بیت کرام کا نام لینا ہمارے لیے نامناسب ہے۔

پروفیسر خالد بزمی

حضرت حسین رضؓ

اور ——— ان کا کردار

حق کی حمایت کے مقابلے میں
جان اور خاندان
کوئی حیثیت نہیں رکھتے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی زندگی ہی میں یزید کو اپنا جانشین مقرر کر کے مختلف صوبوں کے لوگوں سے ان کے حق میں بیعت لے چکے تھے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد یزید نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا اور بہت سے لوگ جو حضرت امیر معاویہؓ کی کوشش سے ان کی زندگی ہی یزید کے حق میں بیعت کر چکے تھے وہ اس موقع پر بالکل خاموش رہے۔ لیکن انہی میں کچھ ایسے بھی تھے جن کو یزید اس منصب کے لیے قطعاً پسند نہ تھا۔ بعض ممتاز اشخاص جنہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کے سامنے بھی اس کو ناپسند کیا تھا اور یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا وہ اب بھی یزید کی خلافت پر متفق نہیں تھے ان لوگوں میں حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ خاص طور پہ زیادہ نمایاں حیثیت کے مالک تھے۔ یہ دونوں نہایت دیندار پاک باز اور نیک سیرت مسلمان تھے۔ اور اہل مدینہ و مکہ کے علاوہ دوسرے صوبوں کے اہل اسلام بھی ان کو عزت و احترام کی نظر دیکھتے تھے۔ ان دونوں حضرات کی خاندانی عظمت و ذاتی فضیلت لوگوں کی نگاہوں میں از حد عزیز اور قابل قدر تھی۔ ان کے مقابلے میں یزید ان اوصاف کا مالک نہ تھا یزید کی ماں میسون بنت بحدل بنو کلب کی ایک بدوی مزاج عورت تھی جو شہری زندگی کے مقابلے میں صحرا کے ماحول کو زیادہ پسند کرتی تھی اور اس نے یزید کی پرورش بھی زیادہ تر اسی ماحول میں کی تھی۔ کچھ اس وجہ سے بھی یزید کے مزاج میں وہ اعتدال نہیں تھا جو ہونا چاہیے تھا۔

حضرت حسنؓ کی دست برداری کے بعد حضرت حسینؓ نے امیر معاویہؓ کی زندگی میں کبھی سیاست میں حصہ نہ لیا تھا لیکن جب یزید نے اپنی بیعت کے لیے لوگوں کو آمادہ کرنا شروع کیا اور اس سلسلے میں بڑے بڑے قابل احترام اور جلیل القدر بزرگ بھی محفوظ نہ رہ سکے تو اکثر لوگوں کے دلوں میں ایک اضطراب اور بے چینی سی پیدا ہو گئی۔ انہی حالات میں یزید نے مدینہ کے عامل ولید بن عتبہ کے نام یہ حکم بھیجا کہ وہ حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی بیعت پر مجبور کرے۔ ان دونوں حضرات نے جب یہ سنا تو یکے بعد دیگرے مدینے سے مکے چلے گئے۔ عبداللہ بن عباسؓ کے دریافت کرنے پر حضرت حسینؓ نے فرمایا۔ "میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے حرم پاک میں خونریزی ہو"۔

اس قسم کی صورت حال میں لوگوں کی نظریں جن چند ایک افراد کی طرف اٹھ سکتی تھیں ان میں حضرت حسینؓ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ اس دوران اہل کوفہ نے ان کی خدمت میں بے شمار خطوط بھیجے جن میں انہیں کوفہ آنے کی دعوت دی گئی۔ پھر ان خطوط کی تصدیق کے لیے ان کے پاس کوفیوں کا ایک وفد بھی آیا جس نے ان سے درخواست کی کہ آپ جلد کوفہ تشریف لے آئیے تاکہ ہم ظالم و جابر یزید کی جگہ آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کر سکیں۔

حضرت حسینؓ خاندان نبویؐ کے واحد بالغ زندہ شخص تھے جن پر اس قسم کے حالات میں اصلاح کی ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ وقت کی نزاکت اور سنگینی کے پیش نظر انہوں نے اصلاح احوال کو اپنا دینی فریضہ سمجھا اور حالات کی اصلاح پر کمربستہ ہو گئے۔

حضرت حسینؓ نے اہل کوفہ کو جواب بھیجا: "میں تمہارے پاس اپنے بھائی مسلم بن عقیلؓ کو بھیج رہا ہوں تاکہ

حالات کا صحیح جائزہ لیا جا سکے اگر تم واقعی رضامند ہو تو میں بھی کوفے آ جاؤں گا۔

اس کے بعد حضرت حسینؓ نے مسلم بن عقیلؓ کو خفیہ راستوں سے کوفے بھیج دیا۔ جب وہ کوفے پہنچے تو اکثر لوگ حضرت حسینؓ کے حق میں ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔ اس پر مسلمؓ نے حضرت حسینؓ کو حالات سے باخبر کر دیا۔ اور انہیں پیغام بھیج دیا کہ وہ بے خوف و خطر کوفیوں کی دعوت قبول فرما کر کوفے تشریف لے آئیں۔

ادھر جب بنوامیہ کے حاکم نعمان بن بشیر کو مسلمؓ کی سرگرمیوں کی خبر ملی۔ تو اس نے لوگوں پر خاص سختی ضروری نہ سمجھی اور ان کو نرمی سے سمجھا دیا لیکن رفتہ رفتہ یہ خبر یزید کے جاسوسوں کی معرفت اس تک پہنچی تو اس نے نعمان کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ بصرے کے حاکم عبیداللہ بن زیاد کو کوفے بھیج دیا۔ ابن زیاد نے آتے ہی لوگوں کو ان الفاظ سے مخاطب کیا:

> "لوگو! امیرالمومنین نے مجھے تمہارا حکمران مقرر کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ مظلوموں کے ساتھ انصاف، فرمانبرداروں کے ساتھ نیک سلوک اور باغیوں کے ساتھ سختی کروں، میں اس حکم پر عمل کروں گا۔ تم حکومت کے نافرمانوں کو میرے حوالے کر دو ورنہ جس محلے میں مجھے کوئی باغی ملے گا میں اس محلے کے رئیس کو اس کے گھر کے سامنے پھانسی پر لٹکا دوں گا"۔

مسلم بن عقیلؓ نے یہ اعلان سنا تو اپنا پہلا ٹھکانہ چھوڑ کر خفیہ طور پر ایک بزرگ آدمی ہانی بن عروہ کے گھر چلے گئے۔ ابن زیاد کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے یہ سب کچھ معلوم ہوا تو اس نے ہانی کو اپنے دربار میں بلا بھیجا۔ ہانی نے پہلے تو یہ ماننے سے انکار کر دیا لیکن پھر ایک عینی گواہ کی مخبری پر اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ اس پر ابن زیاد نے ہانی کو کوڑوں سے پٹوایا اور قید کر دیا۔ مسلمؓ کو جب یہ معلوم ہوا تو انہوں نے چار ہزار حامیوں کی مدد سے ابن زیاد کے محل پر حملہ کر دیا۔ ابن زیاد کے پاس اس وقت صرف تیس آدمی موجود تھے اس نے ان آدمیوں سے کہا کہ تم اپنے قبیلے اور محلے کے لوگوں کو سمجھاؤ۔ کہ وہ مسلمؓ کا ساتھ چھوڑ دیں اور اس سے الگ ہو جائیں۔ اس تدبیر سے سب لوگ مسلمؓ کا ساتھ چھوڑ گئے۔ مسلمؓ نے یہ صورتِ حال دیکھ کر ایک بڑھیا کے گھر میں پناہ لی۔ لیکن اس بڑھیا کے بیٹے نے ابن زیاد کو اس بات کی اطلاع پہنچا دی کہ مسلمؓ ان کے گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ اس پر ابن زیاد نے مسلمؓ کو گرفتار کر کے انہیں اور ہانی بن عروہ دونوں کو قتل کروا دیا۔ مسلمؓ بن عقیلؓ اپنے قتل سے پہلے حضرت حسینؓ کو کوفے آنے کی دعوت دے چکے تھے۔ جب حضرت حسینؓ کوفے کی روانگی کو تیار ہو گئے تو ان کے رشتہ داروں اور دیگر خیرخواہوں نے یہ رائے دی کہ اہل کوفہ کچھ اتنے زیادہ قابل اعتماد نہیں ہیں اس لیے آپ وہاں کا سفر اختیار نہ کیجیے۔

ان سمجھانے والوں میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ شامل تھے۔ حضرت حسینؓ نے یہ سن کر جواب دیا کہ جو قوم خدا کی راہ میں اٹھ چکا ہے۔ وہ اب واپس نہیں ہو گا اس پر انہوں نے مشورہ دیا کہ اگر آپ جانے کا تہیہ کر چکے ہیں تو بیوی بچوں کو ساتھ نہ لے جائیے۔ حضرت حسینؓ ان سب باتوں کے باوجود کوفہ کو چل دیئے، اور اور ان کے ساتھ ان کے بیوی بچے اور دیگر قریبی رشتے دار بھی تھے۔ خدا کے نیک بندوں کا یہ مختصر قافلہ اپنی منزل کی طرف جا رہا تھا کہ اس سفر کے دوران صفاح کے مقام پر عربی کے مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی جو آل رسولؐ کا مدّاح اور خیرخواہ تھا۔ حضرت حسینؓ نے اس سے کہا کہ اہل کوفہ کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ فرزدق نے جواب دیا۔ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں لیکن ان کی تلواریں بنو امیہ کی حمایت میں آپ کے خلاف اٹھیں گی۔

حضرت حسینؓ نے یہ سن کر فرمایا اب معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ میں بہرحال اس کی رضا پر راضی ہوں یہ کہا اور پھر آگے چل دیے۔ کچھ آگے بڑھے تو مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر آ گئی۔ حضرت حسینؓ کو یہ سن کر سخت دلی اور ذہنی صدمہ پہنچا اور صورتِ حال اور تشویشناک ہو کر سامنے آئی۔ لیکن اس کے باوجود

بھی وہ خدا کی راہ میں ایک بار قدم بڑھا کر پیچھے نہیں ہٹانا چاہتے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے جو کوئی واپس جانا چاہے وہ خوشی سے چلا جائے مجھے کسی پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ پھر خود مسلم بن عقیلؓ کے عزیزوں سمیت اپنا سفر جاری رکھا اور لمحہ بہ لمحہ کوفے کی طرف بڑھتے رہے۔

اِدھر ابنِ زیاد کو بھی حضرت حسینؓ کی روانگی کا علم ہو چکا تھا اور اس نے ان کو روکنے کے لیے جگہ جگہ فوجی دستے مقرر کر دیے تھے جو اسے ہر لمحہ اس قافلے کی نقل و حرکت کی اطلاع دیتے تھے۔ جب یہ لوگ قادسیہ کے مقام پر پہنچے تو ابن زیاد کی طرف سے حُر بن زید ایک ہزار فوج لے کر آ پہنچا اور حضرت حسینؓ کے قافلے کے ساتھ ہو گیا اسے یہ حکم ملا تھا کہ جب تک یہ قافلہ ابن زیاد کے پاس نہ پہنچ جائے وہ اس قافلے کے ساتھ رہے۔ راستے میں ایک موقع پر ظہر کی نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت حسینؓ نے حُر سے دریافت فرمایا۔ کیا تم الگ نماز پڑھو گے؟ اس نے جواب دیا۔ نہیں، میں آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ راستے میں حُر نے حضرت حسینؓ سے کہا۔ اگر آپ جنگ کریں گے تو یقیناً قتل کر دیے جائیں گے۔ انہوں نے جواب دیا۔ مرد کے لیے موت ذلت نہیں جب کہ اس کی نیت نیک ہو اور وہ محض اسلام کی خاطر جہاد کر رہا ہو۔ حُر کو ابن زیاد کی طرف سے یہ حکم بھی پہنچ چکا تھا کہ وہ حضرت حسینؓ کے قافلے کو کھلے میدان کے علاوہ اور کہیں نہ ٹھہرنے دے۔ اس مزاحمت پر حضرت حسینؓ دریائے فرات کے کنارے کنارے چلے اور مجبوراً اپنا قافلہ کربلا میں اتار دیا۔

دوسرے دن عمر بن سعد چار ہزار فوج لے کر وہاں آ پہنچا۔ اس نے آ کر حضرت حسینؓ سے دریافت کیا کہ آپ اس طرف کس غرض سے آ رہے ہیں؟ حضرت حسینؓ نے جواب دیا میں خود نہیں آیا بلکہ اہل کوفہ نے خود خطوط لکھ کر اور وفد بھیج کر بلایا ہے۔ اگر وہ مجھے ناپسند کرتے ہوں تو میں واپس جانے کو تیار ہوں۔ حضرت حسینؓ نے یہ جواب اس لیے دیا کہ جن لوگوں نے ان کو بلایا تھا اگر وہ حالات کے مطابق بدل گئے ہوں تو ان کا آنا بے کار تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ جنگ یا شورش کے ارادے سے نہیں آئے تھے بلکہ ان کا مقصد صرف اصلاحِ احوال تھا عمر بن سعد نے یہ جواب سن کر اس کے مطابق ابن زیاد کو اطلاع بھیج دی لیکن وہاں سے یہ حکم آیا کہ حضرت حسینؓ سے کہہ دو کہ پہلے یزید کی بیعت کریں پھر ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ حضرت حسین کی نظر میں چونکہ یزید خلیفہ رسولؐ کے منصب کا اہل نہیں تھا اس لیے انہوں نے اس موقع پر بھی اس کی بیعت سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کا پانی بند کر دیا گیا۔ حضرت حسینؓ نے ان کا یہ ظلم دیکھ کر اور اپنے ساتھیوں کی مشکلات کے خیال سے حسب ذیل تین صورتیں پیش کر کے فرمایا کہ ان میں سے کوئی ایک قبول کر لو (۱) میں جہاں سے آیا ہوں مجھے واپس وہیں جانے دو (۲) مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد کی طرف روانہ کر دو (۳) مجھے دمشق بھیج دو تاکہ میں خود یزید سے اپنے معاملے کا فیصلہ کر سکوں۔

عمر نے ابن زیاد کو یہ بھی کہلا بھیجا اور اس کو کسی حد تک نرم کر لیا۔ لیکن شمر ذی الجوشن نے ابن زیاد سے کہا ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ ابن زیاد نے شمر کو ایک خط دے کر عمر بن سعد کے پاس بھیجا کہ اگر حضرت حسینؓ اپنے آپ کو ہمارے سپرد کر دیں تو بہتر ورنہ ان کے خلاف جنگ کی جائے۔ اس موقع پر ابن زیاد نے شمر سے یہ بھی کہا کہ اگر عمر بن سعد ہمارے حکم پر عمل کرنے سے گریز کرے تو تم لشکر کی کمان اپنے ہاتھ میں لے لینا اور حسینؓ کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دینا۔

شمر کی آمد سے حالات اور خراب ہو گئے۔ عین اس موقع پر حُر بن یزید کو حق و باطل کا فرق نظر آ گیا اور کوفیوں سے الگ ہو کر حضرت حسینؓ کے ساتھ آ ملا اور اس نے اپنے گزشتہ فعل پر معافی مانگی۔

ابن زیاد کے تازہ حکم پر عمر بن سعد کی فوج نے حضرت حسینؓ اور ان کے ساتھیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ حضرت حسینؓ نے جب یہ دیکھا کہ ان سے جبراً بیعت لی جائے گی تو وہ مقابلے پر تیار ہو گئے لیکن ظاہر ہے کہ حضرت حسینؓ کے پاس دشمن کے مقابلے میں بہت کم طاقت تھی۔

آغازِ جنگ

یہ ۹ محرم ۶۱ھ کا واقعہ ہے کہ کوفیوں نے حضرت حسینؓ کے خیمے کی طرف تیروں کی بارش شروع کر دی۔ اس وقت حضرت حسینؓ کے قافلے میں بتیس سوار چالیس پیدل موجود تھے۔ کوفیوں نے ان کے خیموں میں آگ لگا دی۔ اور ان مٹھی بھر انسانوں کے ساتھ جنگ کرنے لگے جس پر یہ مظلوم اپنی اور اپنے مقصد کی حفاظت کے لیے مقابلہ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ لیکن چونکہ دونوں طرف کی تعداد میں بہت زیادہ فرق تھا اس لیے حضرت حسینؓ کے ساتھی یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ اس موقع پر حُر بن زید نے بھی اپنی جان ان پاک انسانوں پر قربان کر دی۔ جب آلِ رسولؐ کی باری آئی تو حضرت حسینؓ کے بیٹوں اور بھتیجوں نے بھی پروانہ وار جان دے دی۔ اور کربلا کا میدان ان کے خون سے سرخ ہو گیا۔ حضرت حسینؓ نے اپنے سامنے خاندان کے ایک ایک فرد کو خاک و خون میں تڑپتے دیکھا لیکن اپنے ارادے اور حق کی حمایت پر چٹان کی طرح مضبوط رہے اور باطل کے سامنے گردن خم کرنے سے انکار کر دیا۔

اگلے دن حضرت حسینؓ خود مقابلے پر نکلے اور اتنے بڑے لشکر پر یلغار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ کہ کسی دشمن کا تیر آپ کے حلق میں آ کر پیوست ہو گیا اس دوران ان پر بے شمار وار ہوئے جن سے ان کے ہاتھ زخمی ہو گئے پھر شانے پر سخت ضرب آئی اور وہ نیزے کے وار سے گھوڑے سے زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد سنان بن انس نے سر مبارک کو جسم سے الگ کر دیا اور اس طرح وہ حسینؓ شہید ہو گئے جن کی پرورش اور تربیت کے لیے آغوشِ رسالت کشادہ رہتی تھی۔ آن کی آن میں یہ منحوس خبر سارے عالمِ اسلام میں پھیل گئی۔ اور جس نے یہ سنا وہ حیران و ششدر رہ گیا یہ افسوسناک حادثہ ۱۰ محرم ۶۱ھ کا ہے۔

شہادت کے وقت حضرت حسینؓ کی عمر ۵۷ سال تھی۔

حضرت حسینؓ کی شہادت کے غمزدہ اور سوگوار خواتین کے علاوہ چند شیر خوار بچے اور حضرت حسینؓ کے نوعمر فرزند علی اوسط (زین العابدین) باقی رہ گئے انہیں کربلا سے کوفہ پہنچا دیا گیا جہاں سے ان سب کو بعد میں دمشق بھیج دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ جب یہ مظلوم و بےکس خواتین اور بچے یزید کے دربار میں پیش کیے گئے تو یزید اور اس کی بیوی یہ حالتِ زار دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے۔ اس موقع پر یزید نے کہا۔ ”خدا کی قسم اگر میں وہاں موجود ہوتا تو حسینؓ سے ضرور درگزر کرتا۔ خدا حسینؓ کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔“

اس کے بعد یزید نے ان کے پس ماندوں سے نرمی اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ پھر اس آفت رسیدہ جماعت کو مناسب انتظام کے ساتھ مدینے پہنچا دیا۔

کربلا کا یہ افسوسناک واقعہ کئی لحاظ سے نہایت اہم ہے اور اس کی مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حیثیت بالکل واضح ہے۔

حضرت حسینؓ کا کردار

حضرت حسینؓ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے فرزند اور حضرت حسنؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ ان کا مقام پیدائش مدینہ منورہ اور سال پیدائش ۴ھ ہے۔ انہوں نے مدینہ ہی کے پاکیزہ ماحول میں پرورش پائی۔ حضرت رسول مقبولؐ کو حسنؓ و حسینؓ دونوں بہت عزیز تھے اور ان دونوں کا بچپن آغوشِ نبوت ہی میں گزرا تھا۔ حضرت حسینؓ نوجوانی میں بڑے بہادر تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے موقع پر جب باغیوں نے ان کا مکان گھیر رکھا تھا اس وقت حضرت حسینؓ بھی قریش کے چند دگر نوجوانوں کے ساتھ حضرت عثمانؓ کی خدمت و حفاظت کے لیے موجود تھے۔

جب حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا اس وقت حضرت حسینؓ کو اپنے بھائی کی رائے سے اختلاف تھا لیکن حضرت حسنؓ کے سمجھانے

(باقی صـ پر)

شیعہ دینیات کی ایک جھلک

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرما؟

طاہر المکی، کراچی

پہلے مندرجہ ذیل خبر پر ایک نظر ڈال لیجئے:

"کوئٹہ ۱۳ر اکتوبر (اپ پ) مرکزی وزیر مسٹر عبدالحفیظ پیرزادہ نے اعلان کیا ہے کہ ملک کے تعلیمی اداروں میں شیعہ طلباء کے لیے نصاب کا دس سالہ پرانا مسئلہ خوش اسلوبی سے طے ہو گیا ہے۔ نیا نصاب ملک کے سکولوں میں آئندہ تعلیمی سال یعنی اپریل ۷۵ء سے رائج کیا جائے گا۔ وہ حسب ذیل ہوگا:

الف۔ پہلی جماعت سے آٹھویں جماعت تک تمام طلباء کو مشترک نصاب پڑھایا جائے گا۔ جس میں یہ چیزیں شامل ہوں گی (۱) قرآن مجید اور نماز ۲۔ سیرت النبیؐ (۳) اخلاقیات۔

ب۔ نویں اور دسویں جماعت میں شیعہ اور سنی طلباء کے لیے علیحدہ نصاب ہوگا۔ جس میں یہ چیزیں شامل ہوں گی (۱) عبادات (۲) سوانح حیات۔

علیحدہ کتابیں، کلاسیں، پیریڈ، اساتذہ وغیرہ مہیا نہیں کئے جائیں گے۔ لیکن نویں اور دسویں جماعت کے طلبہ کو متعلقہ نصاب کے متعلق سوالات منتخب کرنے کا اختیار ہوگا۔

یہ تصفیہ دونوں فرقوں کے لیے قابل قبول ہے شیعہ فرقے نے اس مسئلے پر مسلسل احتجاج کئے اور ۲۷ر اکتوبر کو یوم احتجاج منانے کا پروگرام بنایا گیا تھا۔ اس لیے یہ مسئلہ فوری توجہ کا محتاج تھا۔"

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء، روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء، روزنامہ مساوات لاہور ۱۵ر اکتوبر)

خبر آپ نے ملاحظہ فرما لی؟ اس خبر میں پیرزادہ صاحب نے شیعہ فرقے کے مسلسل احتجاج کا ذکر کیا ہے۔ اس کی شدت کا کچھ اندازہ ہفت روزہ "شیعہ" لاہور (۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء) کے اس اعلان سے لگائیے کہ:

"۲۷ر اکتوبر ۱۹۷۴ء کو وطن عزیز کے شیعان حیدر کرار علاقائی قیود سے آزاد ہو کر قربانیاں دینے اور دین حق پہ اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لیے "پرامن طور پر میدان میں نکل پڑیں گے"۔

اسی پرچہ میں آل پاکستان شیعہ سٹوڈنٹس کنونشن کی طرف سے یہ اعلان شائع ہوا کہ:

"۲۵ر اکتوبر تک ہمارے مطالبات پہ عمل درآمد نہ کیا گیا اور شیعہ دینیات نافذ نہ کی گئیں تو ہم اپنا حق مانگنے کی بجائے خود حاصل کریں گے۔ اور ہمارا آئندہ اقدام فیصلہ کن ہوگا۔ ہم سڑکوں پر نکل آئیں گے"۔

یہ دھمکیاں مطالبات کی منظوری سے قبل کی تھیں۔ شیعہ مطالبات کی منظوری کے بعد شیعہ حضرات نے اس خبر کا جس طرح استقبال کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

شیعی ہفت روزہ "رضاکار" لاہور ۲۴ر اکتوبر ۱۹۷۴ء نے موٹی سرخی کے ساتھ یہ لکھا کہ "شیعی عوام کے سامنے جھک کر عوامی حکومت نے اپنا وقار بحال کر لیا"۔

ایک اور ہفت روزہ "شیعہ" (یکم نومبر ۱۹۷۴ء) نے بعنوان "ملت جعفریہ کی عظیم ترین فتح مبین" لکھا کہ:

"قارئینِ شیعہ تک یہ خبر پہنچ چکی ہوگی کہ حکومت آخر کار شیعہ قوم کے سامنے جھک گئی"۔

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ حکومت نے یہ فیصلہ شیعہ قوم سے دب کر کیا ہے یا اپنی مرضی سے کیا۔ ہمیں تو

ملک و قوم کے دردمند عناصر اور سالمیتِ پاکستان
کے علمبردار حضرات سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ
دیکھیں۔ اس فیصلہ سے قوم کے نونہالوں پر کیا اثرات
مرتب ہوں گے؟ انہیں سوچنا چاہیے کہ اگر ہم خود
اپنے ہاتھوں بچوں کو دو حصوں میں بانٹنے لگیں تو
اس کے نتائج کتنے سنگین نکل سکتے ہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ علیحدہ نصاب کے ذریعے
بچوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ جائے گی کہ ہم ایک
دوسرے سے جدا اور الگ ہیں۔ اور کیا اس طرح
بچوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے قوم دو حصوں
میں تقسیم نہیں ہو جائے گی؟

کیا آج تک کسی ملک میں ایسا ہوا ہے کہ
سرکاری سکولوں میں اکثریت کے لیے علیحدہ نصاب
ہو اور ایک تھوڑی سی اقلیت کے لیے علیحدہ نصاب!
خود ہمارے پڑوسی ملکوں کی مثال سامنے ہے۔

بھارت جو سیکولر اسٹیٹ ہونے کا مدعی ہے۔ اس
کے تعلیمی نصاب میں وہاں کی اکثریت کے رسم و رواج
اور تعلیمات کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس سے انڈین مسلمانوں
کے مذہبی معتقدات اور ملی انفرادیت کو نقصان پہنچنے
کے باوجود ان کے لیے علیحدہ نصاب جاری نہیں
کیا گیا۔

اپنے مذہبی معتقدات کو محفوظ رکھنے کے لیے
مسلمانوں نے الگ مکاتب کھولے اور پرائیویٹ ادارے
قائم کئے۔ مگر وہ بھارت کو مجبور نہیں کر سکے کہ ان
کے لیے ہر اسکول اور ادارہ میں الگ نصاب رکھا
جائے۔ یاد رہے کہ انڈین مسلمان کم تعداد نہیں ہیں
بلکہ ان کی آبادی دس کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔

اسی طرح ہمسایہ مملکت ایران میں بھی یہی طریق کار
ہے کہ سرکاری اسکولوں میں صرف شیعہ دینیات نافذ
ہیں۔ اہلسنت اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم کا پرائیویٹ
طور پر انتظام کر سکتے ہیں۔

لیکن پاکستان میں ایک کم تعداد اقلیت حکومت سے
انتہائی دور رس اور تباہ کن نتائج کا حامل فیصلہ
کرا لیتی ہے۔ اور کسی پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ ع

سادگی اپنی بھی دیکھ اوروں کی ہشیاری بھی دیکھ!

پاکستان کی عظیم اکثریت سنی مسلمانوں نے اپنی
اقلیتوں کے ساتھ جتنا فراخ دلانہ سلوک کیا ہے،
اس کی مثال شاید ہی کہیں ملے۔

سول سروس میں، فوج میں اور تمام کلیدی اور
غیر کلیدی عہدوں اور ملازمتوں میں اپنی تعداد کے
مقابلہ میں قادیانی اور شیعہ حضرات وغیرہ کو جو پوزیشن
حاصل ہے وہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

اس کے مقابلہ میں "دنیا کی سب سے بڑی
جمہوریت" بھارت میں دس کروڑ سے زائد ہونے کے
باوجود مسلمانوں کی سرکاری شعبوں میں جو حیثیت ہے
وہ بھی سب کے سامنے ہے۔

مگر ہمارے ہاں اکثریت کی اس فراخ دلی کے
علی الرغم اقلیتوں کا جو کردار رہا ہے اس کے متعلق
کچھ نہ کہا جائے تو بہتر ہے کیوں کہ: ع

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اس موقعہ پر ہمیں بے اختیار اپنے ملک کے ابن الوقت
اور نام نہاد دانشور یاد آ رہے ہیں جنہیں شیعہ حضرات
کی علیحدگی کی اس تحریک میں اور جداگانہ نصاب کے
اس فیصلہ میں کسی مذہبی تعصب کی بو محسوس
نہیں ہوئی۔ اور نہ اس میں انہیں رجعت پسندی
اور افتراق و انتشار کے جراثیم نظر آتے — مگر
ہمیں یقین ہے کہ اگر سنیوں نے بھی اسی طرح
اپنے کچھ مطالبات پیش کئے تو ان کی رگِ دانش
فوراً پھڑکے گی اور چیختا چلاتا شروع کر دیں گے ے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جہاں تک دلآزاری کا تعلق ہے پاکستان کی اکثریت
سنی مسلمانوں کی طرف سے کبھی دلآزاری نہیں کی گئی۔
وہ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ جس طرح
ان کی عقیدت و محبت کا مرکز ابوبکرؓ و عمرؓ اور
عثمانؓ ہیں اسی طرح علیؓ، حسنؓ، حسینؓ بھی ہیں (رضوان
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور جس طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ

کی محبت پر مرمٹنا ان کا جزوِ ایمان ہے اسی طرح فاطمہ زہراؓ کے لیے جاں نثار کرنا بھی ان کے لیے باعث سعادت ہے۔

اس لیے ان کی طرف سے تو دلآزاری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کی وسیع الظرفی بلکہ مسرفانہ رواداری کا عالم تو یہ ہے کہ سرکاری نصاب میں سے شیعوں کے کہنے پر جب حضرات شیخین ابوبکرؓ و عمرؓ کی سوانح حیات حذف کر دی گئیں تب بھی انہوں نے چوں تک نہیں کی۔

دلآزاری کے علمبردار تو وہ ہیں جن کے مذہب کی بنیاد ہی سنی مذہب کی نفی پر ہے۔ جن اصحاب رسولؐ کی محبت و عظمت کو سنی مسلمان اپنے ایمان کا تقاضا اور سرمایۂ آخرت سمجھتے ہیں، اور جن کی خاکِ قدم کو بھی وہ اپنی جان و آبرو ہر چیز سے زیادہ قیمتی جانتے ہیں، ان کے ساتھ شیعوں کو اس قدر شدید عداوت ہے کہ ان کا ذکر کرتے ہوئے وہ تمام اخلاقی حدود کو پھاند جاتے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ان حضرات کی توہین و تنقیص اور ان سے تبرا ان کے مذہب کا بنیادی جزو ہے۔

اگر شیعہ اقلیت اپنے نصاب میں خلفائے راشدین اور اکابر صحابہؓ و امہات المومنینؓ کو کافر، مرتد اور غاصب و منافق بنا کر پیش کرنا چاہتی ہے تو خود فیصلہ کر لیجئے کہ ملک کی عظیم اکثریت سنی مسلمانوں پر اس کا کیا اثر پڑے گا؟ کیا اس طرح ملک میں خون کی ندیاں نہیں بہہ جائیں گی؟

اور اگر شیعہ نصاب میں اختلافی اور دلآزار باتیں پیش کرنے کا ارادہ نہیں تو پھر جدا نصاب کی کیا ضرورت ہے؟ اس طرح سوائے اس کے کہ قوم کے نوجوانوں میں فرقہ بندی کے جراثیم پیدا ہوں، انتشار پھیلے اور بجائے یکجہتی اور اتحاد و اتفاق کے علیحدگی کا احساس پیدا ہو، اور کیا نتیجہ نکلے گا؟

ابھی تو ہم یقین سے کہہ نہیں سکتے کہ جو شیعہ نصاب بنے گا، اس میں کیا کچھ ہو گا؟ لیکن آج تک شیعہ بچوں کو پرائیویٹ طور پر جو تعلیم دی جاتی رہی ہے اور جو نصاب پڑھایا جاتا رہا ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

یہ نصاب امامیہ کتب خانہ لاہور کا شائع کردہ ہے، اس کے مرتب ہیں جناب فرمان علی صاحب جو شیعہ قوم کے بڑے پیشوا اور عالم ہیں ان کا ترجمۂ قرآن بھی کافی مقبول ہے۔ اس نصاب کے سرورق پر لکھا ہے:۔

"شیعہ بچوں کے لیے دینیات"

الف۔ اس نصاب کی پہلی کتاب کے صفحہ ۱۶ پر ہے کہ اذان میں دو مرتبہ کہے "حیّ علیٰ خیر العمل" اس سے ذرا پہلے ہے "دو مرتبہ کہے "اشہد انّ امیرالمومنین و امام المتقین علیاً ولیّ اللہ و وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل"۔ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ امیرالمومنین حضرت علی اللہ کے ولی ہیں اور پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جانشین اور ان کے پہلے خلیفہ ہیں۔

اذان کے دوران "حیّ علیٰ خیر العمل" کے جملے کو ملاحظہ فرمایئے کہ شیعہ حضرات اپنی اذان کو بھی اختلافی باتوں سے پاک نہیں چھوڑتے۔ کیونکہ اتنی بات تو یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ و حسنینؓ اپنی اذانوں میں یہ جملے نہیں پڑھا کرتے تھے۔

پھر وصیٔ رسول اللہ اور خلیفۂ بلا فصل کے اختلافی الفاظ بڑھانے سے سوائے دوسروں کی دلآزاری کے اور کیا مقصد ہے؟ لطف یہ کہ یہی فرمان علی صاحب اپنی دینیات کی تیسری کتاب کے صفحہ ۹ پر یہ بھی لکھتے ہیں کہ:

"اشہد انّ امیرالمومنین الخ اذان کا جزو نہیں ہے۔ اس کے جزوِ اذان ہونے کا اعتقاد نہ رکھنا چاہیے۔ لیکن تبرکاً کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں"۔

یہ "تبرک" کی بھی خوب رہی۔ جب یہ لفظ اذان کا جزو نہیں ہے تو بلا وجہ اختلافی مسئلے کو اچھال اچھال کر دوسروں کی دلآزاری کرنا کس دین [illegible]

اصول کی رُو سے تبرّک کہلایا جا سکتا ہے؟

شیعوں کی اس تنگ دلانہ اور فرقہ وارانہ ذہنیت کا مظہر ان کی اذان ہی نہیں بلکہ ان کا کلمہ بھی ہے۔ چنانچہ یہی دلآزار اختلافی الفاظ جن کے متعلق خود اقراری ہیں کہ یہ بعد کا اضافہ ہیں، اپنے کلمہ میں بھی لگا رکھے ہیں مکتبہ ہمدانی بلاک ۱۹ سرگودھا کی شائع کردہ "تحفہ نماز جعفریہ" (مطابق فتویٰ محسن طباطبائی، دوسرا نظر ثانی شدہ ایڈیشن) کا پہلا ورق پلٹتے ہی صفحہ ۳ پر جلی قلم سے پورے صفحہ پر پھیلی ہوئی آپ کو یہ تحریر نظر آئے گی:

کلمہ طیبہ:-

لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ، وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلا فصل

یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، علیؑ اللہ کے ولی ہیں اور پیغمبر خدا کے جانشین اور ان کے پہلے خلیفہ ہیں۔

ب: دینیات کی دوسری کتاب کے صفحہ ۵ پر ایک عنوان ہے "اعمال عاشورہ" اس میں لکھا ہے کہ:

"روز عاشورہ مصیبت زدوں کی صورت بنانا، تمام دن گریہ وزاری میں مشغول رہنا، قاتلانِ امام حسینؑ پر لعنت کرنا، صبح کو کچھ دن چڑھے صحرا میں یا کوٹھے پر جا کر اعمال عاشورہ بجا لانا"

فرمایا امام محمد باقرؑ نے کہ جو شخص زیارت امام حسینؑ کی بجا لائے، خداوند عالم بہشت اس پر واجب کرتا ہے"

یہ "زیارت" ایک بہت طویل دعا ہے۔ اس میں منجملہ اور بہت سے دلآزار جملوں اور اشاروں کے یہ یہ فقرہ بھی ہے کہ:

"لعن اللہ بنی امیۃ قاطبۃ" (صفحہ ۸)

یعنی تمام بنو امیہ پر اللہ کی لعنت ہو۔

کیا اس میں حضرت عثمانؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور دامادِ رسول، حضرت ابو العاصؓ دامادِ رسول، اور کاتب وحی حضرت معاویہؓ، ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ، خسر رسول حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت ہندہؓ شامل نہیں؟

پھر آگے چل کر لکھا ہے:

وابن اکلۃ الاکباد اللعین بن اللعین (صفحہ ۸)

یعنی جگر خور کا ملعون بن ملعون بیٹا، یہاں حضرت معاویہؓ اور ان کے والد حضرت ابوسفیانؓ کو لعین کہا گیا ہے۔

اس سے آگے چل کر تو صاف الفاظ میں ہے کہ: اللھم العن ابا سفیان ومعاویۃ بن ابی سفیان۔ علیھم منک اللعنۃ ابد الابدین" (اے اللہ! لعنت بھیج ابوسفیان اور معاویہ بن ابوسفیان پر، ان پر تیری طرف سے ابدالآباد تک لعنت ہو)

اس سے کچھ اور آگے چل کر تو تبرّے کی انتہا کر دی۔ اور خلفائے ثلاثہ کو بھی نہیں چھوڑا۔ لکھا ہے کہ:

"اللھم خص انت اول ظالم باللعن منی، و ابدابہ اولا ثم الثانی والثالث، ثم الرابع اللھم العن یزید بن معاویۃ خامسا.... الی یوم القیامۃ" (صفحہ ۸)

"یعنی اے اللہ! میری طرف سے، قیامت تک خاص طور پر پہلے ظالم (ابوبکرؓ) پر لعنت ہو، پھر دوسرے ظالم (عمرؓ) پر، پھر تیسرے ظالم (عثمانؓ) پر، پھر چوتھے ظالم (معاویہؓ) پر۔ اے اللہ! لعنت بھیج پانچویں ظالم یزید بن معاویہؓ پر"

یہ ہے وہ لعنت بھری دعائے زیارت، جس کے پڑھنے پر بقول امام باقر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اور یہ ہے وہ دلآزار تعلیم جو شیعہ بچوں کو دی جاتی ہے، اور جس کے لیے جداگانہ نصاب کی تحریک چلائی گئی اور دھمکیاں دے کر اسے تسلیم بھی کرا لیا گیا۔

اور دیکھئے:

ج: شیعہ نصاب کی تیسری کتاب کے صفحہ ۳۰ پر ہے:

"ہاشم کے بھائی کا نام عبد شمس تھا جن کے بیٹے امیہ ہیں، امیہ کے بیٹے تھے ابوالعاص اور حرب۔ حرب کا بیٹا ابوسفیان تھا۔ اس نے طائف میں ایک بازاری عورت سے زنا کی تھی (یہ غلط اردو نقل مطابق اصل

ہے ما) اس سے زیاد پیدا ہوا تھا اور زیاد کا بیٹا قاتل امام حسینؓ ہے۔

زیاد ایک کسمپرسی کے عالم میں تھا۔ ایک مدت دراز کے بعد جب اس کے عقل و دانش کی خبر مشہور ہوئی تو معاویہؓ نے اسے بلا کر اپنا بھائی قرار دیا۔ اور ابوسفیان کی میراث سے کچھ حصہ بھی دیا۔

"ہندہ" ابوسفیان کی بی بی کا نام تھا جس نے ایک حبشی غلام سے زنا کرا کے حضرت حمزہ سید الشہداء کو قتل کرایا تھا اور ان کا جگر کھایا اور جگر خورہ کا خطاب پایا۔ اس ہندہ کے صاحبزادے امیر معاویہ ہیں۔ اور ان کے بلند اقبال فرزند یزید علیہا اللعنۃ ہیں"

یہ ہیں "شیعہ بچوں کی دینیات" میں سے کچھ شکر پارے اب ان پر غور کرنا اور اس کے لیے کچھ کرنا ہر حامیٔ اسلام کا فریضہ ہے۔

سر بلند کیجئے اور دیکھئے کہ سیلاب کا رُخ کدھر کو ہے؟ مگر اس سے بچنے کی کوئی کوشش نہیں کی جا رہی — صورتِ حال یہ ہے کہ یا اب، یا کبھی نہیں!

فرمایئے کیا ارادہ ہے؟

"اے عقل چہ مے گوئی؟ اے عشق چہ فرمائی؟"

بقیہ: تاریخی ڈائری

منشاء اور ارادے کے موافق خزانے کا تالا کھول کر تم کو عطا کرتا رہوں اور جب اللہ چاہے گا تو خزانے کو مقفل کر دیا جائے گا۔ اس لیے اے لوگو! اللہ کی طرف مائل ہو جاؤ اور آج کے مبارک روز اس سے اپنی مرادیں مانگو۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے سیدھا راستہ دکھائے اور سیدھے راستہ پر چلنے کے لیے میری رہنمائی فرمائے، تم پر احسان اور نرمی کی توفیق دے تم پر بخشش و عطا کے لیے میرے دل کے دروازے کھول دے تاکہ عدل و انصاف کے ساتھ تمہاری

حق رسی کر سکوں۔

اُمت کے اعلیٰ افراد

احمدؒ و ترمذیؒ نے بحوالہ انس رضؓ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے "میری اُمت میں میرے اُمتیوں کے ساتھ سب سے زیادہ مہربانی کرنے والے رحمدل ابوبکرؓ ہیں۔ احکام الٰہی کی تعمیل میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں، صاحب الحیاء عثمانؓ ہیں، بہترین جج علیؓ ہیں، حلال و حرام کے مسائل سے زیادہ واقف معاذ بن جبلؓ ہیں، احکام وراثت جاننے والے زید بن ثابتؓ ہیں، سب سے اچھے قاری ابی بن کعب ہیں، سب سے بڑے امین ابوعبیدہ ابن الجراحؓ ہیں، سچے اور پرہیزگار ابوذر غفاریؓ ہیں، متقی اور عبادت گزار ابو درداءؓ ہیں، سب سے زیادہ بردبار، حلیم الطبع اور خوب تر معاویہؓ ہیں۔

بقیہ: اداریہ

مظلوم طبقہ اب جہاں بھی جاتا ہے اس کی پذیرائی ہوتی ہے اور لوگ انہیں سروں پر بٹھاتے ہیں۔

ایسی صورت میں بہتر یہی ہے کہ آپ میدان خالی کر کے اپنی "جنم بھومی" میں بیٹھ جائیں اور بہی خواہانِ وطن کو وطن کا نظام سونپ دیں۔

اور اگر آپ نے ڈھٹائی کا مظاہرہ ہی کرنا ہے تو کم از کم کردار کشی کی اس ناپاک مہم کو بند کر دیں اور یا پھر میری اس تجویز پر فیصلہ کروا لیں کہ لاہور کے جلسہ عام میں آپ اپنی کہیں ہم اپنی کہتے ہیں۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی سامنے آ جائے گا۔

اور

اس کے ساتھ ایک اور بھی تجویز ہے جس کی طرف میں اور عبدالولی خاں متعدد بار توجہ دلا چکے ہیں کہ سپریم کورٹ سے فیصلہ کروا لو۔

کیا

ہمارا یہ چیلنج منظور کر لیا جائے گا؟

خدا تعالیٰ کی نعمتیں

(۱) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ پ ۱۳ سورہ ابراہیم ۱۴ آیت ۳۴

(ترجمہ) اگر تم اللہ کے احسانات کو گنو۔ تو انکو شمار نہیں کر سکتے۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

(تفسیر) خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم سب مل کر اجمالاً ہی گنتی شروع کرو تو تھک کر اور عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ مگر انسانوں میں بہتیرے انسان بے انصاف اور ناسپاس ہیں جو اتنے بے شمار احسانات دیکھ کر بھی منعم حقیقی کا حق نہیں پہچانتے۔

کفار اور مشرکین کے سردار مراد ہیں۔ خصوصاً رؤسائے قریش جن کے ہاتھ میں اسوقت عرب کی باگ ڈور تھی۔ حق تعالیٰ نے ان پر کیسے احسان کئے انکی ہدایت کے لیے پیغمبر اسلام کو بھیجا قرآن اتارا۔ اور اپنے حرم اور بیت کا مجاور بنایا۔ عرب کی سرداری دی۔ انہوں نے ان نعمتوں اور احسانوں کا بدلہ یہ کیا کہ خدا کی ناشکری پر کمر بستہ ہو گئے اس کی باتوں کو جھٹلایا۔ اس کے پیغمبر سے لڑائی کی۔ آخر اپنی قوم کو لیکر تباہی کے گڑھے میں جا گرے۔ خدا کے احسانات سے متاثر ہو کر منعم حقیقی کی شکر گذاری اور اطاعت شعاری میں لگتے۔ یہ تو نہ ہوا۔ الٹے بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ خدا کے مقابل دوسری چیزیں کھڑی کر دیں۔ جن پر خدائی اختیارات تقسیم کئے اور عبادت جو خدائے واحد کا حق تھا وہ مختلف عنوانوں سے ان کے لیے ثابت کرنے لگے تاکہ اس سلسلہ میں اپنے ساتھ دوسروں کی راہ ماریں اور ان کو بہکا کر اپنے دام سیادت میں پھنسائے رکھیں۔

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

سورہ النحل ۱۶ پارہ ۱۴ آیت ۱۸ میں دوبارہ بیان فرمایا

اس سے پہلی آیات میں خداوند تعالیٰ نے اپنی نعمتیں بیان فرمائی ہیں تخلیق انسان۔ زمین و آسمان مواشی۔ بارش۔ میوہ جات۔ شمس و قمر۔ نجوم۔ لیل و نہار وغیرہ۔

ان بے شمار نعمتوں کا شکر پوری طرح کس سے ادا ہو سکتا تھا۔ ادائے شکر میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے خدا اس سے درگذر کرتا ہے اور تھوڑے سے شکریہ پر بہت سا اجر عطا فرما دیتا ہے کفرانِ نعمت کے بعد جو شخص توبہ کر کے شکر گذار بن جائے حق تعالیٰ اس کی پچھلی کوتاہیوں کو بخش دیتا ہے اور آئندہ کے لئے رحمت مبذول فرماتا ہے۔ بلکہ ناشکری کی حالت میں بھی اپنی رحمت عامہ سے اس کو بالکل محروم نہیں کرتا۔ ہزاروں طرح کی نعمتیں دنیا میں فائض کرتا رہتا ہے

حق تعالیٰ تمام ظاہری اور باطنی احوال سے خبردار ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کون شخص اس کی نعمتوں پر کس حد تک دل سے اور کس حد تک جوارح سے شکر گذار ہوتا ہے اور کون ایسا ہے جس کا ظاہر و باطن ادائے حق نعمت سے خالی رہتا ہے؟

(۲) وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ

سورہ ابراہیم ۱۴ آیت ۷

(ترجمہ) اور جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا اگر احسان مانو گے تو اور بھی دونگا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب البتہ سخت ہے۔

یہ موسیٰ کا مقولہ ہے یعنی وہ وقت بھی یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے اعلان فرمایا تھا کہ اگر احسان مان کر زبان و دل سے میری نعمتوں کا شکر ادا کرو گے تو اور زیادہ نعمتیں ملیں گی جسمانی، روحانی، دنیوی و اخروی ہر قسم کی۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو موجودہ نعمتیں بھی سلب کر لی جائیں گی اور ناشکری کی مزید سزا الگ رہی۔ کفرانِ نعمت کا ضرر تم ہی کو پہنچے گا خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ اسے تمہارے شکریوں کی کیا حاجت ہے؟ کوئی شکر ادا کرے یا نہ کرے۔ بہر حال اس کے حمید و محمود ہونے میں کچھ کمی نہیں آتی۔

حق تعالیٰ کی عظمت و جلال اور احسان و انعام یاد دلا کر توحید کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ سورہ لقمان ۳۱ آیت ۱۹، ۲۱ میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۳) اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًی وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ۔

(ترجمہ) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے کام میں لگا دیا جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور اپنی ظاہری و باطنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کی بات میں جھگڑتے ہیں۔ نہ سمجھ رکھتے ہیں نہ

سوجھ۔ اور نہ ہی روشن کتاب (مطلب) حق تعالیٰ کی عظمت وجلال اور احسان و انعام یاد دلاتے ہیں۔ کہ آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگا دی ہے پھر تم اس کے کام میں کیوں نہیں لگتے؟ کھلی نعمتیں وہ جو حواس سے مدرک ہوں یا بے تکلف سمجھ میں آجائیں۔ چھپی وہ جو عقلی غور و فکر سے سمجھ میں آجائیں۔ یا ظاہری سے مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی اور معادی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر بھیجنا۔ کتاب اتارنا۔ نیکی کی توفیق دینا سب باطنی نعمتیں ہوں گی۔ ایسے کھلے احسان کے باوجود بعض لوگ آنکھیں بند کر کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی صفات اور احکامات شرعیہ میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند۔ نہ کوئی علمی اور عقلی و نقلی اصول ان کے پاس ہیں۔ نہ کسی ہادی برحق کی ہدایت نہ کسی مستند اور روشن کتاب کا حوالہ۔ محض باپ دادوں کی اندھی تقلید ہے۔

سورہ الرحمٰن ۵۵ پ ۲۷ میں اکتیس مرتبہ دہرایا گیا ہے

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝

اے انسانوں اور جنوں! تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے اور ہر مرتبہ کسی خاص نعمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یا شئون و عظمت و قدرت میں سے کسی خاص شان کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

(۴) اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا ۝ سورۃ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۳۶

(ترجمہ) بے شک کان، آنکھ اور دل، ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی۔ یعنی بے تحقیق بات زبان سے نہ نکالے۔ نہ اس کی اندھا دھند پیروی۔ آدمی کو چاہیئے کہ کان آنکھ اور دل و دماغ سے کام لے اور بقدر کفایت کوئی بات تحقیق کر کے کوئی بات منہ سے نہ نکالے۔

تمام نعمتوں کے متعلق قیامت کے روز پوچھ ہوگی۔

(۵) ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ

پ ۳۰ سورہ التکاثر ۱۰۲ آیت ۸

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز تم سے پوچھا جائے گا کہ اب بتلاؤ دنیا کے عیش و آرام کی کیا حقیقت تھی یا اس وقت سوال کیا جائے گا کہ جو نعمتیں ظاہری اور باطنی۔ آفاقی۔ انفسی، جسمانی اور روحانی دنیا میں عطا کی گئی تھیں ان کا حق تم نے کیا ادا کیا اور منعم حقیقی کو کہاں تک خوش رکھنے کی سعی کی! اصل زندگی اور عیش آخرت کا ہے اور دنیا کی زندگی آخرت کی زندگی کے مقابلے میں ایک خواب ہے۔ مال و اولاد کی کثرت اور دنیا کے ساز و سامان کی حرص آدمی کو غفلت میں پھنسائے رکھتی ہے۔ نہ مالک کا دھیان آنے دیتی ہے نہ آخرت کی فکر بس شب و روز یہی دھن لگی رہتی ہے کہ جس طرح بن پڑے مال و دولت کی بہتات ہو اور میرا کنبہ دفعتاً سب کنبوں پر غالب رہے، پردہ غفلت کا نہیں اٹھتا یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔

(۶) ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

سورہ بقرہ ۲ پارہ اول رکوع ۳

(ترجمہ) اللہ وہ ہے کہ جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو ان کو سات آسمان بنا دیا اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

(مطلب) اللہ تعالیٰ تم سب کو عدم سے وجود میں لایا تم اس خدا سے کیونکر روگردانی کرتے ہو کہ جس نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین کی ہر چیز کو پیدا کیا۔ طرح طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں۔ کھانے پینے، پہننے کے لئے اور ہر چیز کے لیے آلات وغیرہ۔ پھر آسمان بنائے

ع ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند

جب دنیا میں مرنے کا وقت آئے گا۔ قیامت کو زندہ کئے جاؤ گے حساب کتاب ہوگا انصاف کرو کہ جب تم اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کے احسانات کے مرہون ہو اور ہر حالت میں اللہ کے محتاج ہو پھر اس پر کفر کرنا کس قدر تعجب خیز امر ہے!

(۷) وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ۝

سورۃ الضحیٰ ۹۳ آیت ۱۱ پارہ ۳۰

(ترجمہ) اے نبی! جو تیرے رب کا تجھ پر احسان ہے سو بیان کر۔

اس سورۃ اور اگلی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پاک پر جو نعمتیں مبذول فرمائی تھیں۔ انکا ذکر کیا گیا ہے آپ یتیم پیدا ہوئے تو ظاہری تربیت اور پرورش فرمائی۔ پھر جوان ہوئے تو وصول الی اللہ اور ہدایت خالق، نفس قدسی میں ودیعت کی گئی۔ آپ کو صراط مستقیم عنایت ہوا۔ مال دار بھی اور آپ کو قلبی اور باطنی غنا بھی بخشا۔ آپ کو نادار پایا۔ پھر غنی کر دیا گیا۔ محسن کے احسانات کا بہ نیت شکر گزاری چرچا کرنا شرعاً محمود ہے لہٰذا جو انعامات اللہ نے آپ پر فرمائے ہیں ان کو بیان کیجیے۔

(۸) وَاذْکُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰہِ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝

پ ۸ سورہ الاعراف ۷ آیت ۶۹

پس اللہ کے احسان یاد کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

(مطلب) قوم ہود کو کہا گیا ہے کہ تم کو قوم نوح کے بعد دنیا میں تمہاری حکومتیں قائم کیں اور اس کی جگہ تم کو آباد کیا۔ یہ قوم ڈیل ڈول کے اعتبار سے مشہور تھی۔

(۹) فَاذْکُرُوْا اٰلَآءَ اللّٰہِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝

سورہ الاعراف ۷

ترجمہ سو یاد کرو اللہ کے احسانات اور زمین میں فساد مت مچاتے پھرو یہ قوم ثمود کو کہا گیا کہ اللہ کے احسانات کو نہ بھولو۔ شرک اور کفر کر کے زمین میں خرابی مت پھیلاؤ۔

نتیجہ امتحان سالانہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان ۱۳۹۴ھ

کل نمبر ۶۰۰ کامیاب درجہ علیا ۳۶۰ یا اس سے زائد کامیاب درجہ وسطی ۳۰۰ یا اس سے زائد کامیاب درجہ ادنیٰ ۲۴۰ یا اس سے زائد

"اس سال وفاق المدارس العربیہ سے ملحق چودہ مدارس فرقانیہ کے ۳۷۹ طلباء نے سالانہ امتحان دورہ حدیث شریف منعقدہ شعبان ۱۳۹۴ھ میں شرکت کی جن میں سے ۵ طلباء نے صحیح بخاری کا ضمنی امتحان دے کر کامیابی حاصل کر لی اور باقی ۳۷۴ طلباء نے پوری دس کتب حدیث کا امتحان دیا۔ ان میں سے ۱۰۹ طلباء درجہ علیا میں کامیاب ہوئے ۱۳۶ طلباء درجہ وسطیٰ میں اور ۶۲ طلباء درجہ ادنیٰ میں کامیاب ہوئے اور ۱۵ طلبہ اگرچہ مجموعی طور پر کامیاب ہیں مگر ۴ طلباء کو صحیح بخاری کا اور ۱۱ طلباء کو جامع ترمذی کا امتحان آئندہ سال پاس کرنے کے بعد سند فراغت دی جائے گی ۵۲ طلباء امتحان میں ناکام ہوئے نتیجہ ۸۶ فیصد رہا۔

مدرسہ دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی ضلع پشاور کے مولوی قاری محمد اسلم ولد محمد عثمان ساکن پشین کوئٹہ رول نمبر ۲۵۵ نے ۶۰۰ میں سے ۵۰۰ نمبر حاصل کر کے اوّل نمبر کامیاب ہوئے اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵ کے مولوی محمد یحییٰ ولد محمد یونس کراچی رول نمبر ۲۰۲ نے ۴۹۲ نمبر حاصل کر کے دوم نمبر کامیاب ہوئے اور مدرسہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مولوی امیر محمد جان ولد شیر مست خاں ساکن ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں رول نمبر ۴۴ نے ۴۸۵ نمبر حاصل کر کے سوم نمبر کامیاب ہوئے۔ فللہ الحمد۔

مفتی محمود

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ملتان"

نمبر شمار	نام مدرسہ	تعداد طلبہ	کامیاب			ضمنی بخاری	ضمنی ترمذی	ناکام	نتیجہ
			درجہ علیا	وسطی	ادنیٰ				
۱	دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک	۱۳۱	۴۱	۵۱	۲۱	۱	۵	۱۲	۹۱ فیصد
۲	دار العلوم عربیہ ٹل	۱۵	۴	۷	۲	۱	۰	۱	۹۳ ٪
۳	حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل	۱۶	۲	۵	۳	۰	۱	۵	۶۹ ٪
۴	انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ	۱۸	۰	۶	۸	۰	۰	۴	۷۸ ٪
۵	دار العلوم سرحد پشاور	۲۵	۷	۱۱	۳	۰	۰	۴	۸۴ ٪
۶	معراج العلوم بنوں	۳۴	۱	۴	۱۱	۰	۱	۱۷	۵۰ ٪
۷	دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی	۱۴	۵	۵	۱	۰	۰	۳	۷۹ ٪
۸	مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵	۳۹	۳۱	۷	۱	۰	۰	۰	۱۰۰ ٪
۹	جامعہ فاروقیہ کراچی ۲۵	۱۸	۹	۴	۴	۰	۰	۱	۹۴ ٪
۱۰	مدرسہ خیر المدارس ملتان	۴۷	۵	۲۴	۸	۲	۴	۴	۹۱ ٪
۱۱	دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین	۳	۰	۰	۳	۰	۰	۰	۱۰۰ ٪
۱۲	مدرسہ اشرف المدارس لائلپور	۳	۰	۲	۰	۰	۰	۱	۶۷ ٪
۱۳	مدرسہ قاسم العلوم ملتان	۸	۵	۲	۱	۰	۰	۰	۱۰۰ ٪
۱۴	دار العلوم کبیر والہ	۸	۷	۱	۰	۰	۰	۰	۱۰۰ ٪

نتائج کی تفصیلی فہرست

مدرسہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۱	عبدالمالک	گل علم	۲۵۳	وسطیٰ
۲	سید عبدالجلال	سید عبدالرحمان	۴۱۸	علیا
۳	محب اللہ	عبدالمجید	۳۸۵	〃
۴	نیاز محمد	ملک صبر خان	۲۸۹	ادنیٰ
۵	غلام محمد	خان زادہ	۳۶۹	علیا
۶	نیاز محمد	شبیر محمد	۳۶۴	〃
۷	حافظ عبدالکریم	علی محمد	۳۹۶	〃
۸	طالب محمد	عبد ملوک	۲۴۷	ادنیٰ
۹	عبدالرحمٰن	گل زمان	۳۲۰	وسطیٰ
۱۱	سلطان شمشیر	فقیر اللہ	۳۶۱	علیا
۱۲	میاں محمد عبدالکریم	محمد جان	۳۲۱	وسطیٰ
۱۳	محمد خلیل اللہ	حبیب الرحمٰن	۳۸۰	علیا
۱۴	گل محمد	جمعہ گل	۳۱۴	وسطیٰ
۱۵	محمد اخان	بہادا شیر	۳۳۰	〃
۱۶	شیخ احمد	محمد الیاس	۲۶۳	ادنیٰ
۱۷	احسان الحق	فضل الرحمٰن	۲۷۹	〃
۱۸	عبدالحکیم	جلندر	۳۶۰	علیا
۱۹	محمد گوہر شاہ	حکیم عبدالحق	۳۹۶	〃
۲۰	عبدالسلام	خان گل	۳۸۷	〃
۲۲	جلال الدین	عبدالکریم	۲۵۲	ضمنی ترمذی
۲۳	حبیب الرحمان	سید رسول	۳۰۳	ضمنی بخاری
۲۵	عبدالجلیل	محمد یعقوب	۳۶۸	علیا
۲۶	محمد سعید	عبدالرحمان	۲۷۸	ادنیٰ
۲۷	سمیع الحق	عبدالرشید	۳۰۹	وسطیٰ
۲۸	محمد یعقوب	خان جی	۳۴۷	〃
۲۹	عبدالواسع	عبدالعزیز	۲۴۳	ضمنی ترمذی
۳۰	محمد صادق	عبدالعزیز خان	۴۱۳	علیا
۳۲	احسان الحق	عبدالعلی	۴۰۰	علیا
۳۳	محمد رسول	محمد عثمان	۳۱۰	وسطیٰ
۳۴	سلطان محمود	محمد علی جان	۳۲۹	〃
۳۵	حلیم خان	امین خان	۳۵۴	〃
۳۶	حبیب اللہ	اولام خان	۴۱۴	علیا
۳۷	عبداللہ جان	پانڈی خان	۳۶۱	〃
۳۸	عبدالمجید	محمد امیر خان	۳۳۷	وسطیٰ
۳۹	عبدالحی	عبدالستار	۳۰۵	〃
۴۱	محمد زمان	حبیب اللہ جان	۲۹۲	ادنیٰ
۴۲	کفایت اللہ	مغفور اللہ	۳۵۹	وسطیٰ
۴۳	حسین احمد	عبدالرزاق	۲۵۲	ادنیٰ
۴۴	بہرہ مند	میرزا	۲۶۵	ضمنی ترمذی
۴۵	محمد اعظم خان	آبا خان	۲۹۰	〃
۴۶	محب الرحمٰن	سوبہ خان	۳۳۵	وسطیٰ
۴۷	عبدالودود	عبداللہ	۳۲۶	〃
۴۸	امیر محمد خان	شیر مست خان	۴۵۴	علیا سوم
۴۹	فضل اللہ	مصباح اللہ	۳۲۳	علیا
۵۰	عنایت الرحمٰن	مولانا عبدالواحد	۳۶۳	〃
۵۱	نوروز خان	ملک میر سدی خان	۳۶۰	〃
۵۲	گل زمان خان	بادشاہ گل	۳۳۰	وسطیٰ
۵۳	منگی بادشاہ	شیر بادشاہ	۴۲۷	علیہ
۵۴	حضرت محمد	حاجی گل محمد	۳۹۰	علیا
۵۵	محمد ایوب	غلام رسول	۳۸۲	〃
۵۶	محمد شیر زمین	محمد عالم	۳۲۹	وسطیٰ
۵۷	خیر البشر	احمد	۳۴۶	〃
۵۸	فتح الرحمان	محمد الرحمٰن	۳۲۲	〃
۶۲	عبدالرحمٰن	غلام نبی	۳۸۰	علیا
۶۳	محمد سلطان	امین خان	۳۲۹	وسطیٰ
۶۴	محمد علی	سعید الرحمٰن	۲۹۳	ادنیٰ

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۶۵	نور رحیم	محمد جمال	۲۵۷	ادنیٰ
۶۶	ثمر گل	شائستہ خان	۳۷۹	علیا
۶۷	محمد قاسم	گل حسن شاہ	۳۹۹	″
۶۸	سعید بادشاہ	مہربان شاہ	۳۲۲	وسطیٰ
۶۹	نور عثمان	دلبر جان	۳۸۱	علیا
۷۰	حافظ عبدالوارث	غازی میر جان	۳۳۵	وسطیٰ
۷۱	عبدالحلیم	بشیر اللہ	۳۲۲	″
۷۲	نور محمد	عبدالرحیم	۳۶۵	علیا
۷۳	عبدالرزاق	عبدالحق	۴۰۵	″
۷۴	کامل محمد	لعل محمد	۳۷۰	″
۷۵	گل جمال	نور محمد	۲۸۹	ادنیٰ
۷۶	غلام عثمان	غلام نبی	۳۵۰	وسطیٰ
۷۹	ولی بہادر	شیر بہادر	۲۶۸	ادنیٰ
۸۰	تاج ولی خان	عمرا خان	۲۴۸	″
۸۱	محمد سلیمان	خواص	۳۰۱	وسطیٰ
۸۲	فضل الرحمٰن	محمد افضل	۳۲۱	″
۸۳	فضل قہار	عبدالقہار	۳۶۳	علیا
۸۴	حبیب الرسول	سید رسول	۲۸۵	ادنیٰ
۸۵	محمد فاضل	محمد غلام	۳۱۳	وسطیٰ
۸۶	حبیب اللہ	عبدالحنان	۲۹۲	ضمنی تزکیہ
۸۷	محمد رسول	محمد ایوب	۳۱۷	وسطیٰ
۸۸	وحید اللہ	امان اللہ	۴۵۱	علیا
۸۹	نور باقی جان	داود گل	۳۱۴	وسطیٰ
۹۰	عبدالمالک شاہ	محمد عظیم	۳۸۳	علیا
۹۱	محمد اکرم	محمد امین	۳۲۱	وسطیٰ
۹۲	عبدالبصیر	میلاد خان	۲۱۹	″
۹۳	عبدالولی	حاجی رمضو	۳۴۱	″
۹۴	سید آغا جان	ذر کلیم	۳۴۰	″
۹۵	فیض اللہ	میر احمد خان	۳۴۱	″
۹۶	گل محمد	رحمت خان	۳۵۳	″
۹۷	میرا جان	مصیبت خان	۳۴۱	″
۹۸	ہدایت اللہ	اصل خان	۳۷۱	″

رول نمبر	نام طالب علم	ولدیت	حاصل کردہ نمبر	درجہ
۹۹	محمد [illegible]	عبدالواحد	۳۵۲	وسطیٰ
۱۰۰	[illegible]	عبدالکریم اخونی	۳۷۲	علیا
۱۰۱	عبدالحلیم	گلاب ہمیش	۳۰۷	وسطیٰ
۱۰۲	مہربان	تعظیم خان	۳۳۰	″
۱۰۳	محمد جان	اسمٰعیل خان	۳۱۹	″
۱۰۴	حبیب اللہ	رحمت اللہ	۲۱۲	ادنیٰ
۱۰۶	گل رنگ	حاجی حیدر	۲۹۸	″
۱۰۸	دین محمد	نذر محمد	۳۶۷	علیا
۱۰۹	عبدالبصیر	محمد صدیق	۳۶۵	″
۱۱۰	عاشق احمد	کریم خان	۳۱۹	وسطیٰ
۱۱۱	شبیر احمد	عبدالجلال	۳۴۵	″
۱۱۲	احمد شاہ	محمد عبداللہ	۳۱۹	″
۱۱۳	غوث الرحمٰن	حمیم جان	۲۷۲	ادنیٰ
۱۱۴	فیض الحق	محمد گل	۳۴۹	وسطیٰ
۱۱۵	سید الودود	عبدالنبی	۳۴۴	″
۱۱۷	حبیب الرحیم	عبدالمجیب	۲۴۱	ادنیٰ
۱۱۸	نظر محمد	محمد خان	۳۱۲	وسطیٰ
۱۱۹	محمد کمال	غلام سرور	۳۱۴	″
۱۲۰	سید علی شاہ	فضل کریم	۳۹۸	علیا
۱۲۱	جمیل اللہ	عزیز اللہ	۳۳۴	وسطیٰ
۱۲۲	سید محمد سعید ہاشمی	مولوی شیخ احمد	۳۹۳	علیا
۱۲۳	عبداللہ	عبدالحق	۳۹۴	″
۱۲۴	شمس الدین	عبدالصمد	۲۷۶	ادنیٰ
۱۲۵	نجیب احمد	مولانا عبدالخالق	۳۱۱	وسطیٰ
۱۲۶	فضل احمد	خیر اللہ	۳۴۵	″
۱۲۷	لباب گل	آفتاب الدین	۵۴	کامیاب
۱۲۸	محمد شفیق	حاجی محمد سلیم	۳۷۰	علیا
۱۲۹	محمد حسین ناصر	میاں محمد شفیق	۳۳۹	وسطیٰ
۱۳۰	جہان زیب	غلام رسول	۶۱	کامیاب
۱۳۱	حبیب الرحمان	غلام ربانی	۶۰	″
۱۳۲	ولی محمد	مولوی محمد صالح	۶۰	″

دارالعلوم عربیہ ٹل ضلع کوہاٹ

۱۳۲	فضل الرزاق	عبدالقادر	۳۶۵	علیا
۱۳۳	عبدالخالق	صورت خاں	۳۶۷	〃
۱۳۴	حضرت نور	محمد مدیر	۳۷۵	〃
۱۳۵	گلا خان	قابل محمد	۳۹۳	〃
۱۳۷	رشید انور	مولوی گلا فور	۴۰۳	〃
۱۳۸	شفیق اللہ	مولوی جان محمد	۳۱۰	وسطیٰ
۱۳۹	حمداللہ	امیر محمد	۳۱۹	〃
۱۴۰	شبیر جان	عبداللہ جان	۳۱۶	〃
۱۴۱	سلطان محمد	محمد شریف	۳۴۷	〃
۱۴۲	میوہ احمد	خان بادشاہ	۳۴۵	〃
۱۴۳	فضل الرحیم	محمد سالم خان	۲۴۶	ضمنی بخاری
۱۴۴	لعل گل	سید اکبر خان	۲۸۹	〃
۱۴۵	اول جان	پیاؤ جان	۳۳۷	وسطیٰ
۱۴۶	فضل القدیر	عبدالعزیز	۲۸۱	ادنیٰ

مدرسہ حمایت الاسلام غلجی کنڈر خیل ضلع پشاور

۱۴۷	محمد ظاہر شاہ	عبدالحنان	۳۴۰	وسطیٰ
۱۴۸	نورالرحمٰن	عبداللہ	۴۱۹	علیا
۱۴۹	محمد ایاز	حاجی شموزے	۳۲۸	وسطیٰ
۱۵۱	غلام حیدر	محمد باز	۲۵۵	ادنیٰ
۱۵۲	سیف الحنان	عبدالحنان	۲۴۰	〃
۱۵۳	میر زمان	انور خاں	۳۶۶	علیا
۱۵۵	احمد	عبدالہادی	۳۳۲	وسطیٰ
۱۵۹	محمد قاسم	تحسین	۲۵۶	ادنیٰ
۱۶۰	نقیب احمد	ولی محمد	۲۳۲	وسطیٰ
۱۶۲	بہادر شاہ	ہمایوں شاہ	۲۷۰	ضمنی ترمذی
۱۶۳	محمد عالم	افریدے	۳۱۹	وسطیٰ

دارالعلوم انجمن تعلیم القرآن کوہاٹ

۱۶۴	عبدالحکیم	خان بادشاہ	۳۴۶	وسطیٰ
۱۶۵	امان اللہ	حمیداللہ	۳۱۰	وسطیٰ
۱۶۷	رحیم اللہ	گل حمار	۲۴۳	ادنیٰ
۱۶۸	محمد سلیم	نظر خان	۲۸۰	〃
۱۷۰	رشید احمد	سعداللہ خان	۲۹۶	〃
۱۷۱	سخی مرجان	حسن شاہ	۳۱۱	وسطیٰ
۱۷۲	عبدالمتین	حاجی باز محمد	۲۷۷	〃
۱۷۳	عبدالرؤف	گلاب شاہ	۲۶۴	〃
۱۷۵	کمال الدین	مولوی اکبر شاہ	۲۹۲	〃
۱۷۶	عزت اللہ	عصمت اللہ	۳۰۷	〃
۱۷۷	صدیق اللہ	فیض اللہ	۳۱۸	〃
۱۷۸	محمد حسین	جلال الدین	۲۴۹	ادنیٰ
۱۸۱	کمال محمد	لعل محمد	۳۱۰	وسطیٰ

دارالعلوم سرحدیہ پشاور

۱۸۳	مؤمن خاں	دوا جان	۳۱۵	وسطیٰ
۱۸۴	محمد عارف	شریف اللہ	۳۰۵	〃
۱۸۵	سید محمد الیاس بنوری	سید محمد صدیق بنوری	۲۶۴	ادنیٰ
۱۸۶	فراش الدین	محمد بادشاہ	۴۰۴	علیا
۱۸۸	امان اللہ	نورالحق	۳۳۸	وسطیٰ
۱۸۹	نور محمد	گل محمد	۳۰۸	〃
۱۹۰	نور محمد	حبیب الرحمان	۴۱۶	علیا

مدرسہ دارالعلوم سرحد پشاور

۱۹۱	حافظ مکرم	محمد اکرم	۳۰۲	وسطیٰ
۱۹۲	سید غفور	عبدالغفور	۳۲۳	〃
۱۹۳	انوارالحق	میر ضمیر	۳۳۵	〃
۱۹۴	عبدالفتاح	عبدالکریم	۳۰۴	وسطیٰ
۱۹۵	عبدالحق	ہنگامہ	۳۳۰	〃
۱۹۶	شفیع الدین	عبدالمجید	۳۹۲	علیا
۱۹۷	سطیع الرسول	غلام رسول	۴۳۱	〃
۱۹۸	محمد حسن شاہ	مستقیم شاہ	۳۳۵	وسطیٰ
۱۹۹	عطاء الرحمان	حبیب الرحمان	۳۲۸	〃

۲۰۰	فیض محمد	نظیر محمد	۳۶۲	علیا
۲۰۱	عبدالجبیر	وزیر عالم	۳۶۶	〃
۲۰۳	عبید محمد	علی محمد	۳۸۳	〃
۲۰۴	عبدالمنان	بوری محمد	۲۶۲	ادنیٰ
۲۰۵	نور محمد	باس خان	۲۹۱	〃

مدرسہ معراج العلوم بنوں

۲۱۳	عبدالغفور	سردار	۲۶۹	ادنیٰ
۲۱۵	حافظ عبدالرزاق	حاجی محمد سعید	۳۳۸	وسطیٰ
۲۱۶	محمد علی شاہ	غلام علی شاہ	۳۰۶	〃
۲۲۰	آواز گل	خان گل	۲۴۰	ادنیٰ
۲۲۲	فیض محمد	گلا خان	۲۸۰	〃
۲۲۳	گل جہان شاہ	صاحب شاہ	۲۴۵	〃
۲۲۶	صاحب الرحمان	مولانا عمر جان	۲۸۴	〃
۲۲۷	شمال الدین	زبید الدین	۲۴۴	ضمنی ترمذی
۲۲۸	عبدالسلام	مولانا محمد حلیم صاحب	۳۲۱	وسطیٰ
۲۲۹	عبدالمومن	مولانا محمد حلیم صاحب	۳۷۵	علیا
۲۳۳	محمد نواز	محمد سلیم	۲۷۴	ادنیٰ
۲۳۵	میر اطلس خان	عمر جان	۳۱۶	وسطیٰ
۲۳۶	عبدالقیوم	غلام اکبر	۲۴۵	ادنیٰ
۲۳۷	معروف شاہ	سلطان احمد	۲۶۲	〃
۲۳۸	علی شیر خان	شاہ زمان شاہ	۲۴۰	〃
۲۳۹	محمد غفران	محمد لطیف	۲۸۹	〃

مدرسہ دار العلوم نعمانیہ اتمانزئی ضلع پشاور

۲۴۲	سید محمد	میرا خان	۳۴۴	وسطیٰ
۲۴۳	محمد نواز	محمد شبیر	۳۲۹	〃
۲۴۴	محمد الیاس	عبداللطیف	۳۶۰	علیا
۲۴۶	سراج الحق	دلبر خان	۳۱۴	وسطیٰ
۲۴۷	سید بہادر	صدر	۴۱۲	علیا
۲۵۰	کمال زئے	مولوی مقرب	۳۲۷	وسطیٰ
۲۵۱	فدا محمد	مولوی محمد	۳۰۵	〃

۲۵۳	عبدالقدیر	میاں نور احمد خان	۲۴۰	ادنیٰ
۲۵۴	عبدالرحمان	محمد کریم	۳۶۴	علیا
۲۵۵	قاری محمد اسلم کاکڑ حقانی	محمد عثمان	۵۰۰	علیا اوّل
۲۵۷	محمد الدین	حمد اللہ	۴۲۱	علیا

مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی ۵

۲۵۸	محمد شفیع	سیف الرحمان	۴۲۸	علیا
۲۵۹	عبدالسلام	حاجی عبدالستار	۴۳۰	〃
۲۶۰	حافظ محمد	محمد نبی	۴۱۸	〃
۲۶۱	محمد ابراہیم خلیل	غلام اللہ	۴۱۲	〃
۲۶۲	حسین علی	عبدالستار	۳۵۶	وسطیٰ
۲۶۳	غلام حبیب	پائندہ خان	۳۳۴	〃
۲۶۴	فیض الباری	سیف الرحمان	۳۷۹	علیا
۲۶۵	محمد خواجہ دین	سید اسرار الدین	۳۶۶	〃
۲۶۶	محمد انور	محبوب الہٰی	۳۹۳	〃
۲۶۷	محمد امیر علوی	محمد کبیر	۴۴۷	〃
۲۶۸	محمد سعید	کالا خان	۴۱۴	〃
۲۶۹	مفتاح اللہ	عبدالجلیل	۳۱۰	وسطیٰ
۲۷۰	شبیر احمد	میر محمد	۴۵۳	علیا
۲۷۱	عبدالبصیر	عالم غوث	۳۶۷	〃
۲۷۲	محمد عبدالحی کاکا	عبدالحی	۳۹۴	〃
۲۷۳	امان اللہ	نعمت اللہ	۴۱۵	〃
۲۷۴	دامت گل	حاجی علی زر گل	۳۷۹	〃
۲۷۵	محمد جنید اللہ	عبدالمجید	۳۷۸	〃
۲۷۶	محمد کریم	محمد ابراہیم	۳۴۹	وسطیٰ
۲۷۷	محمد الیاس	باوان	۴۱۱	علیا
۲۷۸	محمد عبدالرحمان	سیف الرحمان	۳۱۲	وسطیٰ
۲۷۹	خدا بخش	محمد نواز	۳۹۴	علیا
۲۸۰	نور عالم	سمندر خان	۳۸۳	〃
۲۸۱	محمد نانا بھائی	ابراہیم افریقی	۴۴۱	〃
۲۸۲	محمد یحییٰ مدنی	محمد یونس	۴۸۹	علیا۔ دوم
۲۸۳	شاہ زمان	محمد اسمٰعیل	۳۷۸	〃
۲۸۴	عبدالجلیل	محمد صدیق	۳۲۷	وسطیٰ

۲۸۵	محمد امداد الحق	محمد ارشد علی	۳۹۶	ادنیٰ
۲۸۶	محمد صالح	مولانا نور محمد	۳۱۴	علیا
۲۸۷	محمد اقبال	حافظ ملک محمد	۳۶۹	"
۲۸۸	عبد القدوس	حافظ عبد الرحیم	۳۹۱	"
۲۸۹	اختر محمد	جان محمد	۳۰۶	وسطیٰ
۲۹۰	لعل محمد	فدا نظر	۴۱۸	علیا
۲۹۱	حسین احمد	فقیر محمد	۳۶۲	"
۲۹۳	محمد انعام الحق ندیم	الحاج ماسٹر محمد ابراہیم	۴۴۶	"
۲۹۴	محمد اسحاق ختنی	مولانا محمد ابراہیم ختنی	۴۳۱	"
۲۹۵	عبد الغنی	حاجی قادر بخش	۴۳۰	"
۲۹۶	محمد جمیل	عبد السمیع	۳۸۷	"
۲۹۷	غلام محمد	وصفی بخش	۳۸۲	"

مدرسہ جامعہ فاروقیہ کراچی ۵

۲۹۹	محمد عبد اللہ سکھر گاہی	مولانا محمد سکھر گاہی	۴۳۱	علیا
۳۰۰	نظام الدین طارق	حبیب الرحمٰن	۴۲۹	"
۳۰۱	محمد الیاس	محمد خطاب	۳۶۱	"
۳۰۲	شمشیر خان	محمد بشیر خان	۳۸۱	"
۳۰۳	محمد یاسین	حاجی غلام حیدر	۳۸۳	"
۳۰۴	عبد الخالق	محمد جمال	۳۳۱	وسطیٰ
۳۰۵	محمد رمضان تبسم	احمد بخش	۳۲۷	"
۳۰۶	عبد الرحیم انیس	محمد ریاست علی	۳۶۲	علیا
۳۰۷	عبد الخالق خرقانی	محمد افضل خرقانی	۲۷۵	ادنیٰ
۳۰۸	عبد العزیز خالقی	عبد الخالق خالقی	۳۷۲	علیا
۳۰۹	عزیز اللہ پارسی	محمد عظیم اللہ پارسی	۴۲۰	"
۳۱۰	عبد الحی	قاری محمد عثمان	۳۴۸	وسطیٰ
۳۱۲	محمد عزت اللہ	امیر محمد	۲۴۰	ادنیٰ
۳۱۳	سعید الرحمان	عبد المنان	۴۴۷	علیا
۳۱۴	احمد گل	بادام گل	۲۴۸	ادنیٰ
۳۱۵	سید اکبر	میر حیدر	۳۷۹	علیا
۳۱۶	حیدر علی	محمد حسین	۲۶۶	ادنیٰ

مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر

۳۱۸	غلام مرسلین	عطاء محمد	۲۵۰	ضمنی ترمذی
۳۱۹	عطاء اللہ	کریم بخش	۲۴۰	"
۳۲۱	محمد یٰسین	امام الدین	۳۲۰	وسطیٰ
۳۲۲	عبد الحکیم	محمد دین	۳۳۲	"
۳۲۳	سمیع اللہ	محمد گل	۲۹۵	ادنیٰ
۳۲۴	غلام الرحمان	مولوی امیر خان	۳۷۵	علیا
۳۲۵	یار محمد	مولوی نور محمد	۳۳۳	وسطیٰ
۳۲۶	عبد الحکیم	مولوی غلام محمد	۳۴۰	"
۳۲۷	عبید اللہ	قاری رحیم بخش	۳۴۷	"
۳۲۸	محمد عبد اللہ	غلام محمد	۳۳۵	"
۳۲۹	حافظ محمد یوسف ضیا	عبد الغنی	۲۴۱	ضمنی بخاری
۳۳۰	محمد امین	محبوب الرحمان	۲۹۵	"
۳۳۲	بشیر احمد	محمد گل	۳۳۲	وسطیٰ
۳۳۳	بشیر احمد زاہد	مولوی عطا محمد	۳۹۹	علیا
۳۳۴	عبد الرحمان	امیر الدین	۳۱۴	وسطیٰ
۳۳۵	رحمت اللہ قریشی	حاجی احمد	۳۲۶	"
۳۳۶	عبد الستار	جان محمد	۴۴۵	علیا
۳۳۷	محمد رمضان	حامد علی	۳۳۲	وسطیٰ
۳۳۸	محمد انور	فتح محمد	۳۳۹	"
۳۴۰	محمد خالد	حافظ عبد الرحمان	۳۵۶	"
۳۴۱	رحیم بخش	ملک جمعہ	۳۷۶	علیا
۳۴۲	محمد ابراہیم	محمد احمد	۳۶۰	"
۳۴۳	غلام محمد	عبد الکریم	۲۷۹	ادنیٰ
۳۴۴	قمر الدین	سلطان احمد	۳۱۱	وسطیٰ
۳۴۵	عبد المالک	شاہ ابو القاسم	۲۹۰	ادنیٰ
۳۴۶	منظور احمد	شمس الدین قریشی	۳۳۳	وسطیٰ
۳۴۷	فضل الرحمان	محبت خاں	۳۲۶	"
۳۴۸	محمد صدیق	جہان داد	۳۱۷	"
۳۴۹	حافظ عبد الرحمٰن	حافظ فضل الٰہی	۳۵۲	"
۳۵۰	محمد یٰسین	علیم الدین	۳۳۴	"
۳۵۱	قاضی منظور احمد	قاضی غلام محمد	۳۳۸	"
۳۵۲	حافظ محمد اشرف رحمانی	بشیر احمد	۲۹۶	ادنیٰ

۳۵۳	مختار اللطیف	مولوی شہاب الدین	۳۱۳	وسطی
۳۵۴	بشیر احمد	خدا بخش	۲۱۷	ضمنی بخاری
۳۵۵	حافظ ظہور احمد سالک	حافظ محمد بخش	۳۴۵	وسطی
۳۵۶	محمد اعظم کشمیری	مولوی گلاب دین	۲۵۴	ادنی
۳۵۷	محمد اکرم	حاجی محمد	۲۶۱	ضمنی ترمذی
۳۶۰	محمد رفیق	حافظ عاشق محمد	۳۳۸	وسطی
۳۶۱	حافظ عنایت اللہ شاکر	حافظ فضل احمد	۳۰۹	"
۳۶۳	محمد صدیق	عطا محمد مولوی	۲۸۳	ادنی
۳۶۴	حافظ غلام فرید	خان محمد	۲۶۴	ضمنی ترمذی
۳۶۵	محمد یٰسین شاہ	ریاست علی	۳۱۰	وسطی
۳۶۶	غلام یٰسین	محمد یعقوب	۲۸۳	ادنی

دار العلوم ربانیہ بستی ریاض المسلمین ضلع لائل پور

۳۷۱	محمد سرور	خوشی محمد	۲۹۹	ادنی
۳۷۲	محمد شفیق	شیر محمد	۲۸۴	"
۳۹۲	بشیر احمد	عبدالرحمٰن	۲۹۵	"

مدرسہ اشرف المدارس، لائل پور

۳۷۲	سیف اللہ	محمد صدیق	۳۰۵	وسطی
۳۷۳	محمد اسلم	شیر محمد	۳۴۷	"

بقیہ: حضرت حسینؓ کا کردار

کے بعد حضرت حسینؓ امیر معاویہؓ کی زندگی میں خاموش رہے اور انہوں نے سیاسی سرگرمیوں میں بالکل حصہ نہیں لیا۔ لیکن جب امیر معاویہؓ نے یزید کی جانشینی کے حق میں لوگوں سے رائے لی تو حضرت حسینؓ نے اس کا صاف انکار کر دیا۔ اور ضمیر کی آزادی اور اصولوں کا سودا نہیں کیا۔ حضرت حسینؓ کو اگر یزید کی بیعت کے لیے مجبور نہ کیا جاتا تو شاید وہ خاموش رہتے لیکن جب ان کو ان کے ضمیر کے خلاف مجبور کرنے کی کوشش کی گئی اور پھر اہل کوفہ میں بھی عام اضطراب پیدا ہو گیا تو وہ میدانِ عمل میں آنے پہ مجبور ہو گئے۔

یہاں اگرچہ ان کی طاقت حکومتِ وقت کے مقابلے میں بہت کم تھی لیکن انہوں نے جس بات کو حق سمجھا۔ اس پر ثابت قدم رہے اور اپنی جان و خاندان کی قربانی تک سے گریز نہیں کیا۔ حضرت حسینؓ جس قدر نیک اطوار، رحمدل اور بردبار تھے اسی قدر باہمت، بلند حوصلہ اور بہادر بھی تھے۔ میدان کربلا میں ان کا عزم و استقلال تاریخ میں بے مثال ہے۔ ان کی شہادت ملتِ اسلامیہ کے لیے بڑا درس ہے کہ جہاں اسلام کو کوئی خطرہ درپیش ہو یا حق پہ کسی قسم کی آنچ آ رہی ہو تو ایسے موقعوں پہ اسلام کی حفاظت اور حق کی حمایت کے مقابلے میں جان اور خاندان کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

۳۷۶	محمد حسین	غلام حسن خان	۳۴۱	وسطی
۳۷۷	خلیل احمد	اللہ ڈوایا	۳۷۴	علیا
۳۷۸	اختر محمد	ملا اجمیر	۳۹۲	"
۳۷۹	محمد عبدالواحد ندیم	مفتی محمد عبدالقدوس	۳۸۵	"
۳۸۰	محمد عبدالواسع عتیقی	مفتی محمد عبدالقدوس	۳۳۵	وسطی
۳۸۱	عمر دین شاکر	زمان دین	۳۶۱	علیا
۳۸۲	محمد ایوب شاہ ہاشمی	مولوی امیر گلاب شاہ	۳۸۳	"
۳۸۳	فیض القیوم	محمد عبداللہ	۴۰	کامیاب

مدرسہ دار العلوم کبیر والا ضلع ملتان

۳۸۵	محمد حسن	نذر محمد	۳۴۰	وسطی
۳۸۶	محمد قاسم	عطا محمد	۳۴۷	"
۳۸۷	نذر محمد	محمد رمضان	۳۲۴	"
۳۸۸	بلال احمد	محمد سلیمان	۳۴۴	"
۳۸۹	بشیر احمد	ولی اللہ	۳۱۰	"
۳۹۳	محمد شفیع	رحیم بخش	۳۱۵	"
۳۹۴	عبدالصمد	عبدالواحد	۳۶۰	علیا
۳۹۵	مشتاق احمد	غلام حسن	۳۰۰	وسطی

توریت کے بارہ احکام

تحفۂ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ

کلمۂ اوّل :- حق جل وعلا فرماتے ہیں۔ کہ اے ابنِ آدم تجھ کو کسی حاکم اور دشمن حتیٰ کہ جن اور شیطان سے بھی جب تک میری حکومت یعنی بادشاہی باقی ہے۔ ہرگز نہ ڈرنا چاہیئے۔

کلمۂ دوم :- اے آدم کے بیٹے، کسی قوت اور طاقت اور کسی کے باعث روزی ہونے کے سبب مرعوب نہ ہو جب تک کہ میرے خزانہ میں تیرا رزق باقی ہے۔ اور میں تیرا حافظ ہوں اور یاد رکھ کہ میرا خزانہ غیر فانی اور میری طاقت باقی رہنے والی ہے۔

کلمۂ سوم :- اے بیٹے آدم کے جب تو ہر طرف سے عاجز ہو جائے اور کہیں سے کچھ بھی تجھ کو نہ ملے اور کوئی تیری فریاد کو سننے والا نہ ہو ایسی کس مپرسی کی حالت میں اگر تو مجھ کو یاد کرے اور مجھ سے مانگے تو میں یقیناً تیری فریاد کو پہنچوں گا اور جو تو طلب کرے گا وہ دوں گا۔ کیونکہ میں سب کا حاجت روا اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہوں۔

کلمۂ چہارم :- اے اولادِ آدم میں بہ تحقیق تجھ کو دوست رکھتا ہوں تجھے بھی چاہیئے کہ میرا ہو جا اور مجھے دوست رکھ۔

کلمۂ پنجم :- اے آدم کے بیٹے جب تک تو پل صراط سے پار نہ ہو جائے تو میری جانب سے بے فکر مت رہ۔

کلمۂ ششم :- اے آدم کے بیٹے میں نے تجھ کو مٹی سے پیدا کیا اور نطفہ کو رحم مادر میں ڈال کر اس کو جما ہوا خون کر کے گوشت کا ایک لوتھڑا بنایا پھر رنگ و صورت اور شکل تجویز کر کے ہڈیوں کا ایک خول تیار کیا۔ پھر اس کو انسانی لباس پہنا کر اپنی روح اس میں پھونکی پھر مدت معینہ کے بعد تجھ کو عالم اسباب میں موجود کر دیا۔ تیری اس ساخت اور ایجاد میں مجھے کسی قسم کی دشواری پیش نہیں آئی۔ پس اب تو سمجھ لے کہ جس قدرت نے ایسے عجیب امور کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ کیا وہ تجھ کو دو روٹی نہ دے سکے گی پھر تو کس وجہ سے مجھ کو چھوڑ کر غیر سے طلب کرتا ہے۔

کلمۂ ہفتم :- اے آدم کے بیٹے دنیا کی تمام چیزیں تیرے ہی واسطے پیدا کی ہیں اور تجھے خالص اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔ مگر افسوس تو نے ان اشیاء پر جو تیرے لئے پیدا کی گئی تھیں۔ اپنے آپ کو قربان کر دیا اور مجھ کو بھول گیا۔

کلمۂ ہشتم :- اے آدم کے بیٹے دنیا کی تمام چیزیں اور تمام انسان تجھے اپنے لئے چاہتے ہیں اور میں تجھ کو صرف تیرے ہی لئے چاہتا ہوں۔ اور تو مجھ سے بھاگتا ہے۔

کلمۂ نہم :- اے آدم کے بیٹے تو اپنی اغراضِ نفسانی کی وجہ سے مجھ پر تو غصہ کرتا ہے۔ مگر اپنے نفس پر میرے لئے کبھی غصہ نہیں کرتا۔

کلمۂ دہم :- اے آدم کے بیٹے۔ تیرے اوپر میرے حقوق ہیں۔ اور مجھ پہ تیری روزی رسانی۔ مگر اکثر تو میرے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا۔ بلکہ ان کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ لیکن میں پھر بھی تیرے کردار پر خیال نہ کرتے ہوئے برابر تجھے رزق پہنچاتا رہتا ہوں۔ اور اس کے خلاف نہیں کرتا۔

کلمۂ یازدہم :- اے بیٹے آدم کے تو کل کی روزی بھی مجھ سے آج ہی طلب کرتا ہے اور میں تجھ سے اُس دکل، روز کے فرائض کی بجا آوری آج نہیں چاہتا۔

کلمۂ دوازدہم :- اے آدم کے بیٹے اگر تو اپنی اس چیز پر جو میں نے تیرے مقسوم میں مقدر کر دی ہے، راضی ہُوا۔ تو بہت راحت اور آسائش سے رہے گا۔ اور اگر تو اس کے خلاف میری تقدیر سے جھگڑا اور اپنے مقسوم پر راضی نہ ہوا۔ تو یاد رکھ کہ میں تجھ پہ دنیا کو مسلط کر دوں گا وہ تجھے اور خستہ کرے گی۔ اور تو کتوں کی طرح دروازوں پر مارا مارا پھرے گا۔ مگر پھر تجھ کو اُسی قدر ملے گا جو میں نے تیرے لئے مقرر کر دیا ہے۔

دعائے مغفرت

میرے خالو جو انتہائی نیک اور عبادت گزار صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ قارئین خدام الدین بالخصوص حضرت لاہوریؒ کے متوسلین سے استدعا ہے کہ ان کے لیے دعائے مغفرت فرمائیں۔

(حاجی بشیر احمد)

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

خدّام الدّین

ماہِ ربیع الاوّل میں

یارِ غارِ رسولؐ، رفیقِ مزارِ رسولؐ، فداکارِ رسولؐ، پیکرِ صداقت،

رہبرِ امّت، محسنِ اسلام، افضل البشر بعد الانبیاء، امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین

سیّدنا ابوبکر صدّیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی

حیاتِ طیبہ پر ایک "عظیم الشان نمبر" شائع کر رہا ہے

یہ نمبر ایک علمی، تاریخی، تحقیقی دستاویز اور معلوماتی انسائیکلوپیڈیا ہوگا

مضمون نگار حضرات ۱۵ صفر المظفر تک اپنے مضامین بھیج دیں

عبید اللہ انور پرنٹر و پبلشر نے باہتمام کیمبرج پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔